اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ اکبر

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵۸۵

الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت فی پرچہ ۱/

قیمت سالانہ پیشگی ہے

نمبر ۳۰ | مورخہ ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء | یوم جمعہ | مطابق ۷ جمادی الاوّل سنہ ۱۳۴۸ ہجری | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

۱۰ اکتوبر سنہ ۲۹ء مسجد نور میں بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مذبح کے متعلق ایک تقریر فرمائی جس میں اس معاملہ کو کامیابی تک پہنچانے کے لئے ضروری امور کی تشریح کی +

۶ و ۷ اکتوبر کی درمیانی شب دفتر سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان میں جو عین پولیس گارد کے سامنے بالکل قریب واقع ہے قفل شکنی کی واردات ہوئی۔ چور دفتر کے کچھ کاغذات پھاڑ گئے اور کچھ ایک ڈھاب میں پھینک گئے مذبح کے متعلقہ کاغذات تک انکی رسائی نہیں ہو سکی۔ پولیس ابھی تک کوئی سراغ نہیں لگا سکی +

۷ اکتوبر جناب حافظ روشن علی صاحب مرحوم کی برادر زادی ہمشیرہ میاں عبدالعلی صاحب کا رخصتانہ ہوا۔ حضرت اقدس نے ناسازی طبع کی وجہ سے اپنی بجائے مولانا شیر علی صاحب کو بھیجا۔ کچھ اور اصحاب بھی اس تقریب میں شریک ہوئے۔ جنکی چائے سے دعوت کی گئی +

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

لجنہ اماء اللہ قادیان کے ایڈریس کے جواب میں

احمدی خواتین کے فرائض اور ذمہ واریاں

۵ اکتوبر لجنہ اماء اللہ کیطرف سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو جو ایڈریس دیا گیا اس کے جواب میں حضور نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

میں پہلے تو ممبرات لجنہ کا اپنی طرف سے اور اپنے خاندان اور اپنے ہمراہیوں کیطرف سے اس دعوت کے متعلق شکریہ ادا کرتا ہوں جو ہماری آمد پر دی گئی ہے۔ اس کے بعد اس امر پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں کہ لجنہ آہستگی کے ساتھ گو استقلال کے ساتھ اپنے لئے

کام کے نئے میدان

تلاش کر رہی ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ اگر لجنہ اسی طرح کام کرتی چلی گئی۔ تو حقیقتاً نہ کہ نام کے طور پر اسے ہم ایک

مرکزی لجنہ

قرار دے سکیں گے +

اس کے بعد جو کچھ لجنہ اپنے کام کو وسیع کرنے کے متعلق کر رہی ہے اسکی نسبت ایک بات کیطرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ

انجمنوں کی زندگی

دراصل قانون کی زندگی ہوتی ہے۔ کسی ایک فرد سے کام لے کر بہت سے
افراد کے ہاتھوں میں کام دینے کے یہ معنی ہوتے ہیں۔ کہ افراد متحدہ جدوجہد
کے احترام کے عادی ہو جائیں۔ اور ان کے اندر یہ مادہ پیدا ہو جائے۔ کہ اگر
کسی وقت ایک لیڈر سے انجمن محروم ہو جائے۔ تو کام کے تسلسل میں فرق
نہ پیدا ہو۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے یہ اہم اور ضروری بات ہوتی ہے
کہ ہمیشہ

قانون کی پابندی

کی جائے۔ اور قانون کی پابندی کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ قانون مقررہ
الفاظ میں موجود ہو۔ جہاں لجنہ کی ممبرات اپنے کام کو وسیع کرنے کے لئے
جدوجہد کر رہی ہیں۔ وہاں انہیں اپنے ہی قانون سے باہر نہیں نکلنا چاہیئے۔
اسی ایڈریس میں جو اس وقت پڑھا گیا ہے۔ ایک سکول کا ذکر ہے۔ مگر میرے
پاس لجنہ کی جو رپورٹ پہونچتی رہی ہے۔ اس میں اس کا ذکر اس رنگ میں
نہیں تھا جس رنگ میں اس کا ایڈریس میں ذکر ہے۔ بلکہ اور رنگ میں تھا۔
لجنہ جب اپنے کام کی آپ ذمہ دار ہے۔ تو وہ ایسا ریزولیوشن پاس کر سکتی
تھی جس کے ماتحت یہ سکول آجاتا۔ ممکن ہے۔ لجنہ نے اس کے متعلق ریزولیوشن
پاس کیا ہو۔ اور مجھے وہ ریزولیوشن نہ پہونچا ہو۔ مگر جو پہونچا۔ اس میں اور جس
بات کا اس وقت ذکر کیا گیا ہے۔ بہت فرق ہے۔ اس قسم کی اور خامیاں بھی
لجنہ کے کام میں ہو جاتی ہیں جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ممبرات لجنہ کو یہ احساس نہیں
کہ پہلے قانون ہونا چاہیئے۔ اور پھر اس کے ماتحت کام کرنا چاہیئے۔ خواہ کوئی
کتنا اچھا کام ہو۔ لیکن اگر قانون سے پہلے شروع کیا جاتا ہے۔ تو اس سے
انتظام کے ماتحت کام کرنے کی روح برباد ہو جاتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں خواہ
کتنا تھوڑا کام ہو۔ لیکن اگر اس کے متعلق قانون پہلے وضع کیا جاتا ہے۔ اور
کام پیچھے کیا جاتا ہے۔ تو اس طرح

قربانی اور ایثار کا مادہ

ترقی کرتا اور انتظام کے ماتحت کام کرنے کی روح پیدا ہوتی ہے۔ پس میں
نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جہاں لجنہ کی ممبرات کام کی طرف قدم بڑھاتی ہیں۔
وہاں کوئی ایسا کام نہ کریں۔ نہ کوئی عہدہ دار ایسا کرے۔ اور نہ ساری ممبرات
کہ جس کام کے متعلق قانون نہ پاس ہو۔ اسے شروع کیا جائے۔ مجھے یاد ہے
جب

صدر انجمن کی بنیاد

پڑی۔ تو بعض ممبر ایسے کام خود بخود جاری کر لیتے۔ جو انجمن کے اصول کے خلاف
ہوتے۔ ہم ان کی اس بناء پر مخالفت کرتے۔ کہ انجمن کے اصول کے خلاف
کوئی کام نہ ہونا چاہیئے۔ اس پر وہ کہتے۔ دیکھو یہ اچھا کام نہیں ہونے دیتے
ہم ان کو جواب دیتے۔ اگر کوئی اچھا کام ہے۔ تو سو دفعہ اسے کرو۔ مگر اس کے
لئے قانون پاس کر لو۔ انجمن کے اصول کی خلاف ورزی کر کے کوئی کام کیوں
شروع کرتے ہو۔

پس ممبرات لجنہ کو یاد رکھنا چاہیئے۔ قانون پاس کرنے سے قبل کوئی
کام نہ شروع کریں۔ خواہ وہ کام کتنا بڑا اور کتنا مفید ہی کیوں نہ ہو۔ اور
میں تو کہونگا۔ اگر جہاد بھی لجنہ کے فیصلہ پر منحصر ہو۔ تو اس فیصلہ سے
قبل وہ بھی شروع نہیں ہونا چاہیئے۔

دوسری بات جس کی طرف میں لجنہ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے
کہ جب کوئی جماعت نظام کے ماتحت کام کرنا شروع کرتی ہے۔ تو چونکہ وہ
پہلے نظام کے ماتحت کام کرنے کی عادی نہیں ہوتی۔ اس لئے

کام کرنے والوں میں اختلاف

پیدا ہوتا ہے۔ ایسے اختلافات سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ اس قسم کے اختلافات
سے نظام کی وہ خامیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ جو ابتدائی کاموں میں عموماً پائی
جاتی ہیں۔ قانون کی خامیاں وکلاء کے بالمقابل کھڑے ہونے سے ہی
ظاہر ہوتی ہیں۔ اور اس طرح قانون مکمل ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس اگر لجنہ
کے کاموں میں اختلاف پیدا ہو۔ تو اس سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ اختلاف
تو نقائص کی طرف توجہ دلاتا اور دوسرے کی خامیاں ظاہر کرتا ہے۔ اس
کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ قانون مکمل ہوتا جاتا ہے۔ اور قانون کے مکمل ہونے
سے کام کو پختگی حاصل ہوتی جاتی ہے۔ پس اختلاف سے گھبرانا نہیں چاہیئے
بلکہ اس کی قدر کرنی چاہیئے۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ہے۔ اختلاف امتی رحمۃ۔ میری امت میں

اختلاف رحمت ہے

یہ ایسا ہی اختلاف ہے۔ جو ایک نظام کے ماتحت۔ ایک انجمن کے ماتحت
اور خلافت کے ماتحت کیا جائے۔ ہاں جو اختلاف اس کے مقابلہ میں اور
اس کے باہر ہو کر کیا جائے۔ وہ تباہی کا موجب ہوتا ہے۔ ہر فریق جب یہ
کہے۔ کہ ہمیں جو اختلاف ہوگا۔ وہ جب قانون اور نظام کے خلاف ہوگا۔
ہم اسے چھوڑ دینگے۔ اور نظام کے ماتحت کام کرینگے۔ تو ایسا اختلاف نقصان
کا موجب نہیں ہوتا۔ بلکہ فائدہ رسان ہوتا ہے۔

ممبرات لجنہ کو یاد رکھنا چاہیئے۔ ان کے سامنے

کاموں کا بہت بڑا میدان

پڑا ہے۔ اور ان کے کرنے کے ایسے ایسے کام ہیں۔ جو ابھی ان کے ذہن میں
بھی نہیں آسکتے۔ ایک زمانہ تھا۔ جب میں ممبرات لجنہ کے سامنے تقریر کرتا
اور بتاتا۔ کہ انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ تو ممبرات تقریر سن کر کہتیں۔ ہم خوب اچھی
طرح تقریر سمجھ گئی ہیں۔ مگر یہ تو بتایا جائے۔

ہم کام کیا کریں

میں پھر تقریر کرتا۔ اور پھر ان کی طرف سے یہی سنتا۔ کہ ہم نے سب باتیں
سن لی ہیں۔ مگر جو کام ہمیں کرنا چاہیئے۔ وہ بتایا جائے۔ گویا وہی حالت ہوتی
جو ساری رات زلیخا کا قصہ سنانے والے کے متعلق ہوئی تھی۔ کہ ساری رات
سن سن کر پوچھنے لگے۔ زلیخا مرد تھا یا عورت۔ میں ان کی بات پر حیران ہوتا۔ کہ
میں نے تو انہیں دنیا بھر کے کام بتا دیئے ہیں۔ مگر یہ کہہ رہی ہیں۔ بتاؤ ہم کیا
کام کریں۔ لیکن اب میں دیکھتا ہوں۔ ان میں

کام کرنے کا احساس

پیدا ہو رہا ہے۔ اور انہوں نے جوش سے کام شروع کئے ہوئے ہیں۔ لیکن
انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ ان امور کے ساتھ اختلاف کا ہونا بھی لازمی ہے ان
کو برداشت کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ وہ قوم جو ایسے اختلاف کو جو اصولی نہیں ہوتے
برداشت نہیں کرتی اور اختلاف کرنیوالوں کو اپنے ساتھ نہیں ملاتی۔ بلکہ علیحدہ ہو
جانے پر مجبور کرتی ہے۔ وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔

مسلمانوں کی تباہی

کا بہت بڑا باعث یہی ہے۔ کہ جسے کوئی اختلاف ہو۔ اسے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ
اگر اختلاف اصولی نہیں نظام کو نہیں توڑتا۔ اور اصل جڑ پر ضرب نہیں لگاتا۔ تو اس کا
ہونا ضروری ہے۔ اور اسے برداشت کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر اختلاف اصولی ہو۔ اس کا
جڑ پر حملہ ہو۔ تو ایسا اختلاف کرنے والے کو علیحدہ کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ جیسے
اس عضو کا کاٹنا ضروری ہوتا ہے جس میں ایسے جراثیم پیدا ہو جائیں۔ جو سارے
جسم کو تباہ کر دینے والے ہوں۔

ان نصائح کے بعد میں سمجھتا ہوں۔ لجنہ آہستہ آہستہ اپنے کام کو سمجھ
لگ جائے گی۔ اور اس مقام پر پہونچ جائے گی۔ کہ ہم فخر کر سکیں گے۔ کہ جس طرح
ہماری جماعت کے مرد منتظم ہیں۔ اور قانون کے ماتحت کام کرنا جانتے ہیں۔ اسی
طرح ہماری جماعت کی عورتیں بھی منتظم ہیں۔

اس کے بعد چونکہ اس ایڈریس میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جو
یہاں پیش آیا۔ اور جو

مذبح کا واقعہ

ہے۔ اس کی طرف میں اپنی تقریر کا رخ پھیرتے ہوئے لجنہ کو مخاطب کرتا ہوں۔
لجنہ اماء اللہ میں گو ایسی عورتیں نہیں ہیں۔ جن کی اولاد ہو۔ یا جوان اولاد ہو
الا ماشاء اللہ۔ لیکن بوجہ اس کے کہ یہی عورتیں قائم مقام ہیں۔ اس لئے
میں انہیں اس فرض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو اس زمانہ میں عورتوں پر عائد ہوتا ہے
ہماری جماعت ہر حال میں با امن جماعت رہی ہے۔ اب بھی با امن ہے اور با امن
رہیگی۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ ہم کسی جبر سے اپنے حقوق چھوڑ دیں اور ان کی
حفاظت نہ کریں۔ دنیا میں

سب سے بڑھکر با امن

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ مگر آپ کی آخری عمر لڑائیوں میں ہی گذری
دراصل، امن اور جنگ متضاد نہیں۔ بعض دفعہ امن اور جنگ ایک ہی ہوتا ہے
بعض دفعہ جنگ امن کے خلاف ہوتی ہے۔ اور بعض دفعہ جنگ ایک حد تک امن کے
خلاف ہوتی ہے۔ اور ایک حد تک اس کے موافق۔ بعض دفعہ

امن کے قیام کے لئے

جنگ کرنی پڑتی ہے۔ اور بعض دفعہ امن کی بربادی کے لئے جنگ کی جاتی ہے اور
بعض دفعہ بین بین حالت ہوتی ہے۔ یعنی نیت تو امن قائم کرنے کی ہوتی ہے۔ لیکن
فعل امن کو برباد کرنے والا ہوتا ہے۔ یا نیت تو امن کو برباد کرنے والی ہوتی ہے
لیکن فعل امن قائم کر دیتا ہے۔ پس جبکہ قیام امن کے لئے جنگ بھی ضروری ہوتی ہے
تو ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ ہماری اولادیں بہادر اور مضبوط دل کی ہوں۔ ہمارے ملک میں

بہت بڑی مصیبت

یہ ہے۔ کہ جب مردوں کے لئے کوئی خاص کام کرنے کا وقت آتا ہے۔ تو عورتوں
میں شور پڑ جاتا ہے۔ کہ ہمارے بیٹے۔ ہمارے بھائی۔ ہمارے خاوند۔ ہمارے دوسرے
رشتہ دار تکلیف میں مبتلا ہو جائینگے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جہاں مرد جری
اور بہادر ملے تھے۔ وہاں عورتیں بھی نہایت قوی دل اور مضبوط حوصلہ والی ملی تھیں
یہی وجہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے غلاموں نے بڑے
بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ ورنہ اگر میدان جنگ میں جانے کے لئے گھر
سے نکلنے والا مرد گھر میں روتی ہوئی ماں۔ چلاتی ہوئی بیوی اور بے ہوش بہن
کو چھوڑ کر جائیگا۔ تو کوئی بہادرانہ کام نہیں کر سکیگا۔ کیونکہ اس کے دل پر

غم کا بادل

چھایا ہوا ہوگا۔ اور اسے خیال ہوگا۔ معلوم نہیں۔ گھر میں کیا کہرام مچا ہوا ہوگا۔ لیکن
اگر وہ گھر والوں کو ہشاش بشاش چھوڑ کر جاتا ہے۔ تو اس کا دل خوش ہوگا۔ اور
وہ سمجھیگا۔ میں اپنے گھر میں کسی کو افسردہ دل نہیں چھوڑ آیا۔ اور اس خوشی
میں وہ پوری طرح جانبازی دکھا سکے گا۔

ہماری جماعت جوں جوں ترقی کر رہی ہے۔ اس کے سامنے نہایت اہم
کام آرہے ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے ہمیں آگے قدم بڑھانے کے لئے
کیا کیا قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ اور خدا ہی جانتا ہے کہ مستقبل قریب میں ہمارا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل 71
نمبر ۳۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

سنگھٹنی فتنہ خیزیوں کے تشویشناک مظاہر

یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ہندوستان کی دفتری حکومت کلیتہً ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ پوری طرح حکومت کے ہر ایک شعبہ پر متسلط ہیں۔ مسلمان آہ۔ کمزور اور غریب مسلمان ہر جگہ نہایت بے چارگی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ہندو نظام حکومت میں حتے الوسع انہیں دخیل نہیں ہونے دیتے۔ اور اب تو یہ آفت یہاں تک ترقی کر چکی ہے۔ کہ ان کی یہ بے چارگی اور ہزارہا پریشانیوں سے پُر زندگی بھی برادران وطن کو شاق گذرنے لگی ہے۔ اور وہ اپنے ہر عمل و فعل اور ہر حرکت سے اس بات کا ثبوت بہم پہونچانے لگے ہیں کہ مسلمانوں کو پوری طرح اپنا غلام بنا کر رکھیں۔ حتےٰ کہ ان کے اشارہ اور اجازت کے بغیر وہ اپنے مذہبی فرائض بھی سرانجام نہ دے سکیں۔ اور اپنی خوراک و پوشاک تک ان کی مرضی کے تابع رکھیں۔ چنانچہ ایک نہایت ہی قلیل عرصہ میں اس ظلم و تعدی۔ ناانصافی اور عدم رواداری کی مثالیں اس کثرت سے پیدا ہو رہی ہیں۔ کہ اس صورت حالات کو قطعاً نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

ہندو راجے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر رہے اور ان کی مذہبی اور اسلامی زندگی کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ریاست جے پور میں مسلمانوں پر کلمۂ طیبہ پڑھنے کے متعلق بندشیں لگائی جا رہی ہیں۔ اور اسے ایک جرم قرار دیا جا رہا ہے۔ ریاست جودھپور میں بکرے کی قربانی پر بندشیں عائد کر دی گئی ہیں۔ ریاست الور میں مسلمان کوئی اسلامی مکتب جاری نہیں کر سکتے۔ اور اس طرح ان کے لئے مذہبی تعلیم کا حاصل کرنا قریباً قریباً ناممکن ہو چکا ہے۔ اور ہندو [illegible] کوشش شروع کر رکھی ہے کہ یہاں بکرے کی قربانی بھی ممنوع قرار دے دی جائے۔ اور مسلمانوں کو مرعوب کر کے اور ان پر ہیبت طاری کر کے اپنے [illegible] مقصد میں [illegible] حاصل کرنے کے خیال سے ۱۶۔ جولائی ۲۹ء کو بمقام [illegible] اور تین نوجوان مسلمانوں کو دن دہاڑے ہندوؤں نے قتل کر دیا۔ اس کے علاوہ دھسا [illegible] ریاست [illegible] ہندو ایک جلوس کی آڑ میں طرح طرح کی فتنہ انگیزیاں کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو مبتلائے آلام کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اور تازہ ترین اطلاع ہے۔ کہ ریاست لوناوارہ میں حلال جانوروں کی قربانی حکماً بند کر دی گئی ہے۔

یہ واقعات چونکہ ہندو ریاستوں میں ہو رہے ہیں۔ اس لئے زیادہ تعجب خیز اور حیرت افزا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مسلمان ہندوؤں سے ان کے حلقۂ اقتدار میں ہوتے ہوئے اس کے سوا اور کوئی توقع نہیں رکھ سکتے۔

لیکن خود برطانوی ہند کے اندر ان کوتاہ آستینوں کی دراز دستیاں اور فتنہ خیزیاں بھی نہایت ہی تشویش کُن ہیں۔ قادیان کے مذبح کا روز روشن میں اور پھر پولیس کی موجودگی میں انہدام نہایت ہی اہم اور غور طلب سوال ہے۔ اس کے علاوہ ضلع شیخوپورہ میں بھی مذبح کے متعلق ایک جھگڑا پیدا کر دیا گیا ہے ظفروال ضلع گورداسپور کے غریب اور کمزور مسلمانوں کی زندگی تلخ کر دی گئی ہے۔ اور انہیں اذان جیسے مذہبی فریضہ کی ادائیگی سے جبراً باز رکھا جا رہا ہے۔ اسی طرح سینکڑوں ایسی بستیاں ہیں۔ جہاں مسلمانوں کو بندش اذان کے علاوہ اور بھی صدہا قسم کی تکالیف دی جاتی ہیں۔ لیکن وہاں کے مسلمان بوجہ جہالت اور کمزوری آواز اٹھانے سے قاصر ہیں۔

ان تمام فتنہ خیزیوں اور شرارتوں سے مقصود صرف یہ ہے۔ کہ تمام ملک پر ہندوؤں کی طاقت اور رعب کا سکہ بیٹھ جائے اور دہشت پھیل جائے۔ اور ثابت کر دیا جائے۔ کہ ہندو اس ملک میں ایسی پوزیشن رکھتے ہیں۔ کہ ان کی مرضی و منشا کے خلاف کوئی قوم اپنے منشا کے مطابق زندگی بسر کرنے کا حق نہیں رکھتی۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ ہندوستان کی دیگر اقوام اس ذلت کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یا نہیں۔ اور علیٰ الخصوص کسی باغیرت انسان سے کبھی توقع نہیں ہو سکتی۔ اگر وہ اس ذلت کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو انہیں یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ہر فتنہ کا شروع شروع میں استیصال نہایت آسان ہوتا ہے۔ اور وقت گذر جانے پر دقت طلب۔ اس لئے فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو جلد سے جلد اپنی تنظیم کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اور جہاں [illegible] مسلموں [illegible] ہیں۔ وہاں کے متعلق آئینی جدوجہد شروع کر دینی چاہئے۔

گایوں کا دودھ بڑھانے کا نسخہ

ہندو صاحبان گؤ رکھشا کے دعوے تو بہت کرتے ہیں۔ اور جہاں چاہیں۔ اس کی آڑ میں فتنہ و فساد بھی برپا کرا دینے سے دریغ نہیں کرتے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ گؤکشی میں بلاواسطہ نہیں۔ تو بالواسطہ ان کا بھی بہت بڑا دخل ہے۔ بہت سے ہندو چمڑے کا کاروبار کرنے لگ گئے ہیں۔ اور کون نہیں جانتا چمڑے کے لئے گایوں کی بہت بڑی تعداد ذبح کی جاتی ہے۔ اسی طرح ایسے بھی ہندو ہیں۔ جو قصابوں کو اپنا کاروبار کرنے کے لئے روپیہ دیتے اور منافعہ میں اپنا غالب حصہ رکھتے ہیں اور انتہا یہ ہے۔ کہ جب گائیں دودھ دینے کے قابل نہیں رہتیں۔ یا کم دودھ دیتی ہیں۔ تو ہندو انہیں قصابوں کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ملاپ کے سے گائے پرست دیانندی اخبار کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ جو اس کے حسب ذیل الفاظ سے ظاہر ہے:-

"جانوروں میں دودھ کی کمی کے باعث ہزاروں مویشی قصابوں کے ہاتھ بیچ دئے جاتے ہیں" (ملاپ ۳۰ ستمبر)

اس اعتراف حقیقت کے بعد "ملاپ" نے ہندوؤں کو گائے کا دودھ بڑھانے کے لئے کئی ایک نسخے بتائے ہیں۔ اور ان پر عمل کرنے کی خاص تاکید بھی کی ہے۔ ممکن ہے۔ وہ نسخے دودھ کے اضافہ کے لئے مفید ہوں۔ لیکن ہر ایک شخص جانتا ہے۔ دودھ دینے والے جانوروں کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز عمدہ اور بافراط چارہ ہے۔ اگر چارہ ہی میسر نہ ہو۔ یا اعلےٰ درجہ کا اور ضرورت کے مطابق میسر نہ ہو۔ تو پھر کوئی نسخہ کچھ اثر نہیں دکھا سکتا۔ پس اعلےٰ درجہ کی گایوں کی پرورش کے لئے اور ان سے بکثرت دودھ حاصل کرنے کے لئے سب سے ضروری نسخہ یہ ہے۔ کہ بےکار اور کم دودھ دینے والی گایوں سے چارہ بچا کر عمدہ گایوں کو دیا جائے۔ اور اس کا یہی طریق ہے۔ کہ ایسی گایوں کو ذبح ہونے دیا جائے۔ ہمارے برادران وطن اگر ٹھنڈے دل سے اس نسخہ پر غور کریں۔ تو امید ہے۔ اسے ضرور مفید پائیں گے۔

ہندو شادی

دیانندی بھی عجیب چیز ہیں۔ ایک ہی وقت میں وہ عورت کو خاوند سے طلاق حاصل کرنے کا حق دار بتاتے اور اس بات کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ کہ اس بارے میں قانون بنوالیں۔ لیکن اسی وقت وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں۔ کہ "ہندو شادی کوئی سودا نہیں ہے۔ یہ کوئی وقتی ٹھیکہ بھی نہیں ہے یہ تو ہمیشہ کے لئے ایک مقدس رشتہ ہے" (ملاپ ۲۸ ستمبر)

اگر یہ ہمیشہ کے لئے ایسا رشتہ ہے۔ جو خواہ کیسے ہی شرمناک اور تکلیف دہ حالات پیش آ جائیں۔ ٹوٹنے میں نہیں آتا۔ تو پھر طلاق کی تحریک کا کیا مطلب؟ اسی طرح ایک طرف تو بیواؤں کی شادی پر زور دیا جاتا ہے۔ ایسی سبھائیں مقرر ہیں۔ جن کا دن رات کام ہی بیواؤں کے لئے "ور" تلاش کرنا ہے۔ اگر کوئی بیوہ سے شادی کرتا ہے۔ تو بڑے دھوم دھام سے اس کا اعلان کیا جاتا ہے۔ لیکن دوسری طرف کہا جاتا ہے:-

"شادی ایک ایسا مقدس رشتہ ہے۔ جسے شائد بعض صورتوں میں موت بھی توڑ نہیں سکتی" (ملاپ ۲۸ ستمبر)

اگر فی الواقعہ یہ ایسا رشتہ ہے۔ جسے موت بھی توڑ نہیں سکتی۔ تو پھر بیواؤں کی شادی کرنے کا کیا مطلب؟ کیا ایک عورت کو دوسرا خاوند کرا دینے سے بھی یہ رشتہ ٹوٹتا ہے۔ یا نہیں۔ دیانندی اصول کے ماتحت تو غالباً نہیں ٹوٹتا ہوگا۔ کیونکہ جب خاوند کی زندگی میں ایک عورت گیارہ مردوں تک سے خاص تعلقات پیدا کر سکتی ہے۔ اور باوجود اس کے خاوند بیوی کا "مقدس رشتہ" نہیں ٹوٹتا۔ تو خاوند کے مرنے کے بعد ایک مرد سے شادی کر لینے سے کیوں ٹوٹنے لگا۔

اگر اسی اصل کے ماتحت "ملاپ" نے یہ کہا ہے۔ کہ موت کے بعد بھی

شادی کا رشتہ نہیں ٹوٹتا۔ تو پھر آریوں کو حق ہے۔ کہ بیواؤں کی شادی بڑی خوشی سے کرتے رہیں۔ ورنہ شادی کے مقدس رشتہ کو توڑنے کا ان پر الزام عائد ہوگا :۔

دیانندیوں کی دورنگی چال

بات یہ ہے۔ ہندو ایک طرف تو اپنی خانگی مشکلات اور عورتوں کی چیخ و پکار سے متاثر ہو کر یہ چاہتے ہیں۔ کہ جو عورتیں بے جوڑ اور خلافِ طبیعت خاوندوں کے پلے پڑ جائیں۔ ان کی گلو خلاصی کے لئے طلاق کی رسم جاری ہو جائے۔ لیکن دوسری طرف انہیں یہ خوف ہے۔ کہ اگر عورتوں کو خاوندوں سے علیحدہ ہونے کا حق دے دیا گیا۔ تو وہ خاوندوں کو ہی نہیں۔ بلکہ اس دھرم کو بھی تیاگ دینگی جس نے خاوندوں کو عورتوں پر بے حد سختی اور ظلم روا رکھنے کا حق دیا ہے۔ اس خوف سے وہ خاوند بیوی کے رشتہ کو ایسا قرار دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جو ان کے نزدیک کسی صورت میں بھی ٹوٹ نہیں سکتا :۔

دیانندیوں کی یہ دورنگی چال دراصل ہندو عورتوں کو مشکلات میں پھنسائے رکھنے کے لئے ہے۔ لیکن بھلا ہو جسٹس بنکرجی جج ہائی کورٹ کلکتہ کا جس نے مشکلات میں گھری ہوئی ہندو عورتوں کے لئے یہ موقعہ بہم پہونچا دیا ہے۔ کہ وہ مسلمان ہو کر ہندو خاوندوں سے علیٰحدگی حاصل کر سکتی ہیں۔ امید ہے۔ کہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے گا :۔

آریہ سماج کی ناکامی

دیانندیوں کو ہندو قوم کی خدمات کا بڑا دعوےٰ ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس کا محافظ قرار دیتے اور ادعا کرتے ہیں۔ کہ ہندو اگر ہندوستان میں موجود ہیں۔ تو محض دیانندیوں کی وجہ سے۔ ورنہ کبھی کے وہ صفحۂ ہند سے نابود ہو چکے ہوتے۔ یعنی دیگر مذاہب والے ان کا خاتمہ کر دیتے :۔

اس میں شک نہیں۔ کہ دیانندیوں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے جو ہر جگہ کے ہندو مسلمانوں کے دیرینہ تعلقات بگاڑنے میں دن رات مصروف رہتا ہے۔ ملک میں بدامنی اور فساد کا موجب بن رہا ہے۔ اس طرح وہ ہندو قوم کو نقصان تو پہونچا رہے ہیں۔ لیکن اس کے لئے کسی فائدہ کا موجب نہیں ہیں۔ یہ بات ہم ہی نہیں کہتے۔ خود سمجھدار آریہ بھی اس کا اعتراف کر رہے ہیں۔ چنانچہ ۲۹ ستمبر کے "پرکاش" میں "آریہ سماج کے پروگرام میں تبدیلی کی ضرورت" کے عنوان سے لالہ دیوان چند بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں :۔

"جو اسباب ہندو قوم کی اصلی کمزوری کی تعداد اور آپس میں بھید تفرقہ مذہبی اور سوشل و پولیٹیکل غلامی کی تہ میں ہیں۔ ان کے رفع کرنے میں آریہ سماج مسلمہ طور پر ناکامیاب نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آریہ سماج خود ہندوؤں کی تمام قومی کمزوریوں اور بیماریوں کا شکار بن چکا ہے۔ خاص خاص چیدہ لیڈروں کے سوائے سماج کے لیڈر اور سادھارن لوگ ذات پات۔ چھوت چھات۔ سگھڑی نکھڑی اور ہندوؤں کے دیگر توہمات میں کم و بیش ویسے کے ویسے ہی پھنسے ہوئے ہیں"

جب آریہ سماج کی اپنی یہ حالت ہے۔ تو اس کا ہندو قوم کی حفاظت کا مدعی بننا بالکل بے ہودہ بات ہے۔ آریہ سماج جس مقصد کو لے کر کھڑی ہوئی تھی۔ اس میں بُری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ اور اگر دیانندی سیاسی اور ملکی معاملات میں شوریدہ سرانہ طریق سے داخل نہ ہو جاتے۔ تو آج وہ قطعاً گمنامی کی حالت میں پڑے ہوتے۔ اب یہ لوگ مذہبی گروہ نہیں۔ بلکہ پولیٹیکل پارٹی ہے۔ جو صرف شورش پسندوں کی نظر میں کچھ وقعت رکھتی ہے :۔

مسلمانوں کا مل کر کام کرنا

متحدہ معاملات میں مل کر کام کرنے کی تحریک ایک ایسی اہم اور ضروری تحریک ہے۔ کہ جب تک مسلمان اس پر پوری طرح عمل نہ کریں گے۔ کسی معاملہ میں کامیابی حاصل نہیں کر سکیں گے۔ ہمارے لئے یہ بہت خوشی کی بات ہے۔ کہ مسلمان اخبارات اس تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی ضرورت کا احساس کرا رہے ہیں۔ چنانچہ معاصر "انقلاب" (۲۶ ستمبر) نے "سلطان ابن سعود اور جدید خلافت کمیٹی" کے متعلق ایک مضمون لکھتے ہوئے نہایت دردمندانہ طریق سے لکھا ہے :۔

"سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ مسلمان کیوں عقل و فہم سے اس قدر عاری ہو چکے ہیں۔ کہ وہ کسی موقعہ پر بھی ایسا طریق عمل اختیار نہیں کر سکتے۔ کہ دو یا چار یا دس معاملات میں اختلاف رکھنے کے باوجود متفق علیہ معاملات میں مل کر کام کر سکیں۔ یا مل کر کام کرنے کے دروازے بند نہ کریں"

یہ تلقین اگرچہ طعن آمیز ہے۔ اور جب موجودہ نازک گھڑیوں میں بھی مسلمانوں کو تفرقہ اور انشقاق کا شکار دیکھا جائے۔ تو ایسا کرنا ہی پڑتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ تلخ الفاظ میں تلقین کرنے کی ضرورت نہ پیش آنے دیں۔ اور اپنے عمل سے ثابت کر دیں۔ کہ وہ متحدہ معاملات میں پورے اتحاد اور یک جہتی سے کام کر رہے ہیں :۔

مجلس اصلاح علماء سوء

"مولانا عبدالرزاق صاحب ملیح آبادی کی تحریک ... نے پچھلے دنوں حقیقی علماء کی یہ علامت قرار دی تھی۔ کہ وہ اپنی ڈاڑھی منڈوا لیں۔ مندرجہ بالا نام کی ایک مجلس تجویز ہوئی ہے۔ جس کا کام یہ ہوگا۔ کہ علماء سوء کی اصلاح کریں۔ اور مسلمانوں کو ایسے لوگوں کی گرفت سے آزاد کریں۔ جو مذہب کا جامہ پہن کر عوام کے قلوب اور اذہان پر قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ ہمیں اس بات میں تو مجلس اصلاح علماء سوء کے ساتھ پورا پورا اتفاق ہے کہ "مسلمانوں کی جملہ بیماریوں کا اصلی منبع یہی علماء ہیں۔ اور جب تک ان کا رسوخ و اثر صحیح و سالم موجود ہے۔ اس وقت تک ہرگز ہرگز کسی بھی فلاح کی امید قائم نہیں کی جا سکتی"

ہم انجمن مذکور کے اس مقصد کو بھی بہت مبارک سمجھتے ہیں۔ کہ "ہمارا مقصد صاف لفظوں میں یہ ہے۔ کہ باذن اللہ علماء سوء کے رسوخ و اثر کو برباد کر ڈالیں۔ اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ان کے فتنہ سے نجات دلائیں"

لیکن باوجود اس کے ہم یہ گذارش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ برائے خدا علماء سوء کی ضد میں کوئی ایسا طریق اختیار کیا جائے۔ جو کسی لحاظ سے اسلام کی اصل تعلیم اور اس کے صحیح مغز کے خلاف ہو۔ اگر علماء سوء کے اثر اور رسوخ کو برباد کرنے کا یہ منشا ہے۔ کہ مسلمان اس سے آزاد ہو کر دینی اور دنیوی لحاظ سے ترقی کر سکیں۔ تو پھر یہ بھی ضروری ہے۔ کہ مسلمانوں کو اسلام کی صحیح تعلیم سے سر مو بھی علیحدہ نہ ہونے دیا جائے۔ ورنہ اگر اس بات کی پروا نہ کی گئی۔ اور محض اس خیال سے کہ علماء سوء کو شکست دے دی جائے۔ اسلامی احکام کی خلاف ورزی کی گئی۔ یا ان کی وقعت گھٹائی گئی۔ تو ممکن ہے۔ اس طرح علماء سوء کا اثر اور رسوخ کم ہو جائے۔ اور لوگ ان کے اقتدار سے مخلصی پا لیں لیکن اگر ادھر سے آزادی حاصل کرنے کے بعد وہ لامذہبیت اور دہریت میں گرفتار ہو گئے۔ تو ان کی حالت پہلے سے بھی بدتر ہو جائے گی :۔

پس علماء سوء کی اصلاح کی جائے۔ اور ضرور کی جائے لیکن کہیں اسلام کی اصلاح نہ شروع کر دی جائے :۔

انجمن اصلاح علماء سوء کی ضرورت

"انجمن اصلاح علماء سوء" کے مقابلہ میں سب سے زیادہ زور دیوبند کا اخبار "مہاجر" صرف کر رہا ہے۔ اور وہ اسے "نئی روشنی کے متوالوں کی طفلانہ حرکات" قرار دیتے ہوئے "علماء" کو "حاملین علم نبوت" بتاتے ہوئے ان کی حمایت میں پے بہ پے طول و طویل مضامین شائع کر رہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایسے اخلاق اور آداب کا ثبوت دے رہا ہے۔ جو بڑے زور سے اس بات کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ "انجمن اصلاح علماء سوء" ضرور بننی چاہیئے۔ اور اسے اپنا کام دفتر "مہاجر" سے ہی شروع کرنا چاہیئے :۔

پردہ نسواں کی حمایت کا فرض ادا کرتے ہوئے "مہاجر" نے "علم نبوت کا حامل" ہونے کا جو ثبوت دیا ہے۔ وہ ذیل کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ لکھتا ہے :۔

"پچھلے زمانہ کی بڑی بوڑھیاں جواب تک بقیہ حیات ہیں۔ ان کو دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ درحقیقت ان کی صحت و تندرستی نہایت عمدہ ہے۔ اور ساٹھ ستر برس کی عمر میں بھی وہ رشک دوشیزگان بنی ہوئی ہیں"

"مہاجر" نے بخیال خویش ان سطور میں فصاحت اور بلاغت کے دریا بہا دئے۔ اور "علم نبوت" کا نچوڑ پیش کیا ہے۔ لیکن دراصل اس نے اسلام کا نادان دوست ہونے کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔ بھلا وہ "بڑی بوڑھیاں" جو پردہ کی پابند ہوں۔ جنہیں مہاجر کے فاضل ایڈیٹر کو دیکھنے کا موقعہ ملا ہو سوائے اس کی بزرگ رشتہ دار عورتوں کے کون ہو سکتی ہیں۔ ان کے متعلق اس کا یہ فقرہ چست کرنا کہ "ساٹھ ستر برس کی عمر میں بھی وہ رشکِ دوشیزگان بنی ہوئی ہیں" نہایت شرمناک حرکت ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ آجکل کے علماء اخلاق اور شرافت کے لحاظ سے کس درجہ پر ہیں۔ اور ان کی اصلاح کی کس قدر ضرورت ہے :۔

قادیان میں دوسرا تار گھر

دارالامان قادیان خدا تعالیٰ کے فضلوں کے ماتحت جلد جلد ترقی کر رہا ہے۔ ابھی دو تین سال کا عرصہ گذرتا ہے۔ کہ تار گھر کھلوانے کے لئے ہمیں بہت سا روپیہ بطور ضمانت نقد جمع کرانا پڑا تھا۔ لیکن احباب کرام یہ سن کر خوش ہونگے کہ اب قادیان میں دوسرا تار گھر بھی کھل گیا ہے۔ یعنی ریلوے سٹیشن پر پبلک کے لئے ۷ بجے صبح سے لیکر ۹ بجے رات تک تاروں کی منظوری آ گئی ہے۔ ڈاکخانہ قادیان میں تار کا وقت صبح ۸ تا ۹ اور بعد دوپہر ۱ تا ۵ بجے ہے چونکہ ہمارے خاص حالات اور خاص ضرورتیں ہیں۔ اس لئے عموماً صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کو لیٹ فیس دے کر ایکسپریس تار دینے پڑتے تھے۔ اب بہت حد تک یہ دقت رفع ہو گئی ہے۔ کیونکہ ریلوے سٹیشن پر تار ۹ بجے رات تک لئے جاتے ہیں۔ صرف صبح ۷ تا ۸ اور شام ۴ تا ۹ ایکسپریس (ڈبل تار) باقی تمام وقت محض آرڈینری (معمولی تار) بیرونجات کے احباب کو بھی جب کوئی سخت ضرورت پیش آئے۔ اور وہ دیکھیں۔ کہ تار ۵ بجے تک ڈاکخانہ قادیان کے تار گھر کے ذریعے نہیں پہنچ سکے گا۔ یا ۹ اور ۱ بجے کے درمیان تار پہنچانا چاہیں۔ تو اپنا تار قادیان مغلاں این۔ ڈبلیو ریلوے ایک ہی لفظ سمجھا جائیگا کے پتہ پر بھجوا دیں۔ مگر ایسا سخت ضرورت کے وقت کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ریلوے والے اپنے تاروں کو مقدم رکھتے ہیں۔ اور فرصت دیکھتے ہیں۔ وہ مجبور نہیں۔ کہ جلد تار فارورڈ کریں۔ دوم ریلوے سٹیشن پر تقسیم تار کا انتظام نہیں گو شہر کا فاصلہ ایک میل سے کم ہونے کے باعث ان سے توقع ہی ہے۔ کہ وہ اپنے آدمی کے ذریعہ تقسیم کر دینگے۔ اور یوں بھی احمدی دوست سٹیشن پر آتے جاتے رہتے ہیں دارالفضل اور دارالعلوم وغیرہ تو سٹیشن سے متصل ہی ہیں۔ نیز آجکل بابو فقیر علی صاحب سٹیشن ماسٹر ہیں۔ وہ ذاتی طور سے بھی کئی احباب کو جانتے ہیں ؛

آریہ سماج کی موت

آریہ گزٹ ۵ر اکتوبر لکھتا ہے :-

"ایک وقت تھا جب آریہ سماجی ان خیالات کا زبردست کھنڈن کرتے تھے۔ کہ مورتی پر ایک دو پھول چڑھا دینے یا ایک لوٹا پانی ڈالنے سے مکتی ملتی ہے۔ گنگا میں ایک ڈبکی لگا دینے سے جنم کے سارے پاپ بھسم ہو جاتے ہیں ...... لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ جس اکربیتا اور کاٹرتا کے برخلاف آریہ سماج نے ایک زبردست جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ وہی اکربیتا اور وہی کاٹرتا آریہ سماج میں دن بدن گھسی چلی آتی ہے"

وہی بیماریاں جنکو مٹانے اور دنیا سے نابود کرنا کوئی قوم اپنی پیدائش کی غرض و غایت اور مقصود و مدعا ظاہر کرے۔ اگر خود اس کے اندر پیدا ہو جائیں۔ تو پھر اس کی قومی موت میں شبہ ہی کیا رہ جاتا ہے۔ پس جن خیالات کا آریہ سماج" زبردست کھنڈن کرتی تھی۔ ان کا خود اس کے اندر پیدا ہو جانا بتاتا ہے۔ کہ آریہ سماج روز بروز موت کے قریب ہوتی چلی جا رہی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے آریہ سماج کی موت کے متعلق جو پیشگوئی فرمائی ہے۔ آریہ اخبارات میں ایسی باتوں کا شائع ہونا دوسرے الفاظ میں اس پیشگوئی کی صداقت کا اعتراف ہے ؛

اشارات

لاہور کے مسلمانوں نے مذبح قادیان کے انہدام کے خلاف جو جلسہ تجویز کیا تھا۔ اس کا بعض وجوہ سے منعقد نہ ہونا ہمارے غیر مبایع دوستوں کیلئے بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا کا مصداق بن گیا۔ اور ان کے "آرگن" "پیغام صلح" کو اس کی آڑ میں جماعت احمدیہ کے خلاف دل کی بھڑاس نکالنے کا موقعہ ہاتھ آ گیا۔ حالانکہ اس جلسہ کا نہ ہونا اگر "لاہوری محمودیوں کا فرار" تھا۔ تو اس فرار میں خود "پیغامی" بھی پورے پورے شریک تھے۔ کیونکہ اس جلسہ کے داعیوں میں وہ بھی شامل تھے۔ اس لحاظ سے ان کا بھی فرض تھا۔ کہ جلسہ منعقد کرنے کی کوشش کرتے۔

معلوم ہوتا ہے۔ گو جلسہ کرانے والوں میں انہوں نے اپنے نام درج کرا دیئے۔ لیکن درپردہ اس کوشش میں رہے۔ کہ جلسہ منعقد نہ ہو۔ اور جب ان کی یہ امید بر آئی۔ تو لگے خوشیاں منانے۔ اور منہ چڑانے۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہئے۔ حالات کی تبدیلی کی وجہ سے کسی جلسہ کا منعقد نہ ہونا داعیان جلسہ کیلئے اس قدر باعث شرم نہیں جس قدر کسی جلسہ کو منعقد کر کے اس میں ناکامی اور نامرادی سے دوچار ہونا جیسا کہ حال ہی میں غیر مبایعین سے راولپنڈی میں ہوا۔

"پیغام" نے اپنے جذبات بغض و عناد کو تسکین دینے اور مسلمانوں کو ہمارے خلاف بھڑکانے کیلئے لکھا ہے "ہم کسی غیر احمدی کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ اور مسلمان سے تعلق مناکحت جائز قرار دیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ عقائد کا سوال ہے۔ اور جس طرح ہم یہ نہیں چاہتے۔ کہ کسی سے کسی متحدہ امر میں اتحاد کیلئے عقائد ترک کرائیں۔ اسی طرح خود بھی اپنا کوئی عقیدہ چھوڑنے کیلئے تیار نہیں لیکن "پیغامی" جن کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ غیر احمدیوں کو بھی اپنے جیسا ہی مسلمان سمجھتے ہیں بتائیں وہ ان کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے جب وہ ان کا جنازہ پڑھ لیتے ہیں۔ اور انہیں اپنی لڑکیاں بھی پیش کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ تو پھر ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کیا حرج ہے۔

سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ۱۷ر جون کے جلسوں کی تحریک کی مخالفت کرتے ہوئے جہاں مولوی ظفر علی صاحب نے نثر میں زور قلم دکھایا تھا۔ وہاں نظم میں بھی کمی نہ کی تھی۔ یہ الگ بات ہے۔ انہیں اپنے مدعا میں سخت ناکامی ہوئی۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت کے جلسوں کی مخالفت کا داغ ہمیشہ کے لئے ان کی پیشانی پر لگ گیا۔ انہوں نے اپنی نظم میں ایک شعر کہا تھا ؎

اپنی جیبوں سے رہیں سارے مسلماں ہوشیار
پھر یہود آتے ہیں۔ وہ جون کو چندوں کے لئے

مولوی صاحب نے "یہود" احمدیوں کو قرار دیا تھا۔ حالانکہ اس کے اصل مصداق وہ خود ہیں۔ کیونکہ مسیح موعود کو ماننے والوں کو نہیں۔ بلکہ آپ کا انکار کرنے والوں کو یہود کہا جاتا ہے۔ لیکن خدا کی شان وہی مولوی صاحب جو مسلمانوں کو اپنی جیبوں سے ہوشیار رہنے کی تاکید فرما رہے تھے چند دنوں کے بعد خود معہ اپنے فرزند دلبند کے مسلمانوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور جہاں جہاں ان کی رسائی ہوئی۔ کاسہ گدائی لے کر پہنچے۔ اس پر معاصر "سیاست" نے لکھا :-

اپنے جیبوں سے رہیں سارے مسلماں ہوشیار
اک گدا آتا ہے دورہ پہ ظفر کی صورت

مولوی صاحب نے ۱۷ر جون کے جلسوں کے متعلق جو شعر کہا تھا۔ وہ ایک طرف تو اسلئے بیفائدہ ثابت ہوا۔ کہ ان جلسوں پر کسی مسلمان کو اپنی جیب کے متعلق کوئی خطرہ ہی پیدا نہ ہوا۔ اور دوسری طرف مولوی صاحب کے رستہ کا کانٹا بن گیا چنانچہ معاصر "سیاست" نے ان پر چسپاں کر کے بتا دیا۔ کہ مسلمانوں کو اگر اپنی جیبوں سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ تو مولوی ظفر علی صاحب کی وجہ سے ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ مسلمان اب اس بارے میں خوب ہوشیار ہو چکے ہیں چنانچہ ایک عرصہ کی چیخ و پکار اور بہت سے دروازوں کی خاک چھاننے کے باوجود "زمیندار" کے کاسہ گدائی میں چند چھوٹی کوڑیوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

اگر ایسوشی ایٹڈ پریس کی یہ اطلاع درست ہے۔ کہ مقدمہ سازش میرٹھ کے ایک ملزم کے مقاطعہ جوعی کی خبر سنکر اس کی والدہ اور زوجہ نے اسلئے بھوکا رہنا شروع کر دیا ہے۔ کہ بقول ان کے "ہندو دھرم کی روایات کے مطابق ایک عورت اس وقت تک کھانا چکھ نہیں سکتی۔ جب تک کہ اس کا شوہر اس کھانے میں سے نہ کھا لے"
("زمیندار" یکم اکتوبر)

تو ہمیں یہ معلوم کرنا چاہئے۔ کیا دوسرے ہندو ملزمین جنہوں نے مقاطعہ جوعی کر رکھا تھا۔ ان کے گھروں میں بھی فاقہ کشی ہوتی تھی۔ پھر ہندو دھرم کی بیان کردہ روایت کے رو سے تو ہر اس عورت کو فاقہ کشی کرنی چاہیئے۔ جس کا خاوند گھر میں نہ ہو۔ کیونکہ عورت اسوقت تک کھانا نہیں کھا سکتی جب تک اس کا شوہر اس کھانے میں سے کھا نہ لے۔ کیا اس روایت پر کہیں عمل بھی کیا جاتا ہے۔ یا صرف سنانے کیلئے ہی ہے

معلوم نہیں۔ مسلمانوں میں یہ بات کیونکر رائج ہو گئی ہے۔ کہ وہ عام طور پر ۳۲ روپیہ مہر مقرر کرتے ہیں۔ اور اسے شرعی مہر قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ "زمیندار" نے ایک "شادی خانہ آبادی" کا ذکر کرتے ہوئے جہاں یہ بتایا ہے۔ کہ "اس امر کا خاص خیال رکھا گیا تھا۔ کہ کوئی خلاف شریعت رسم ادا نہ کی جائے" وہاں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "مہر بتیس روپیہ مقرر کیا گیا" گویا ۳۲ روپیہ مہر مقرر کرنا بھی شریعت کا حکم ہے۔ حالانکہ مہر کے متعلق شریعت نے کوئی حد بندی نہیں کی۔ اور یہ ہر ایک کی حیثیت کے مطابق مقرر ہونا چاہیئے۔ دولتمند اور صاحب حیثیت لوگوں کا ۳۲ روپیہ مہر مقرر کرنا ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ اور عورتوں کے ایک شرعی حق کا اتلاف۔ مسلمانوں کو اس بارے میں خاص احتیاط سے کام لینا چاہیئے ؛

جو کام شروع ہو چکا ہے اسے مردانہ وار انجام کو پہنچاؤ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

فرمودہ ۴ اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

جو واقعات دنیا میں انسان کے اپنے ارادہ یا بغیر ارادہ کے ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ سب کے سب اپنے اندر ایک

اخفا کا پہلو

رکھتے ہیں۔ ہم انکے اختتام تک پہنچنے سے پہلے یا ان کا انجام ظاہر ہونے سے قبل یہ نہیں بتا سکتے۔ کہ وہ ہمارے لئے خیر کا موجب ہونگے یا شر کا۔ بسا اوقات ایک چیز ہماری خواہشات اور امنگوں کو برانگیختہ کر دیتی ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ چیز ہمیں نہ ملی۔ تو نہ معلوم کتنا بڑا نقصان ہوگا۔ لیکن جب وہ ملتی ہے۔ تو بجائے اس کے کہ ہمارے لئے راحت، چین یا سکھ کا موجب ہو۔ وہ دکھ اور تکلیف کا موجب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بسا اوقات ایک چیز جو ملی ہوتی ہے۔ جب کھوئی جاتی ہے تو خیال ہوتا ہے۔ نہ معلوم اس کے کھوئے جانے سے ہمیں کیا کیا نقصان برداشت کرنے پڑیں گے۔ لیکن اس کے کھوئے جانے کے اندر ایسی ایسی

برکتیں اور رحمتیں

ہوتی ہیں۔ جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتیں۔ پس جبتک کوئی چیز اپنے انجام کو نہیں پہنچ جاتی وثوق یا یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ہمارے لئے وہ نقصان کا موجب ہوگی یا فائدہ کی۔

میری عدم موجودگی میں یہاں ایک

مذبح خانہ

کھلا تھا۔ جو میری عدم موجودگی میں ہی گرا بھی دیا گیا۔ میری عدم موجودگی میں ہی یہاں برطانوی حکومت کے زیر حفاظت گائے ذبح کرنیکا کام شروع بھی ہوا۔ اور میری عدم موجودگی میں ہی بند بھی ہو گیا۔ گائے کے ذبح کرنیکے سوال کے متعلق ہماری جماعت کے دوست اور دوسرے لوگ بھی۔ قادیان میں بھی۔ اور باہر بھی۔ اس امر کے خواہشمند تھے کہ کسی طرح ذبح کرنے کی اجازت ہو جائے۔ مگر جیسا کہ دوست جانتے ہیں میں ہمیشہ اس میں روک ڈالتا رہا۔ اور روک ڈالنے کی وجہ یہ تھی کہ ہم لوگ ایک خاص کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمام دنیا سے علیحدہ کر کے

تبلیغ اسلام کے لئے

مخصوص کر دیا ہے۔ میں ڈرتا تھا کہ ایسا نہ ہو۔ اس سے ہم اپنے کام سے دور ہو جائیں۔ اور ہماری توجہ بعض دوسرے امور کیطرف جو خواہ کتنے بھی ضروری کیوں نہ ہوں۔ مگر ہمارے اصل مقصد پر مقدم نہیں ہو سکتے نہ پھر جائے اور اس کے علاوہ یہ وجہ بھی تھی۔ کہ قدرتی طور پر میری طبیعت اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ

دوسرے کا لحاظ

کرنے پر بسا اوقات میں مجبور ہو جاتا ہوں۔ پس مجھے پسند نہیں تھا کہ ہماری جو ہمسایہ اقوام ہیں۔ انکے احساسات کا لحاظ جس حد تک ہم کر سکتے ہیں نہ کریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو غیبوں کا جاننے والا ہے اور جو ان باتوں کو دیکھتا ہے جن تک ہماری نگاہیں نہیں پہنچ سکتیں۔ وہ کچھ اور چاہتا تھا اور اسکی

حکمت کے ماتحت

ہماری جماعت اور دوسرے لوگوں کی یہ خواہش بڑھتی چلی گئی یہانتک کہ میں نے سمجھا۔ اب اس میں روک ڈالنا مناسب نہیں اور میں نے اجازت دیدی۔ کہ درخواست دیدی جائے میں سمجھتا ہوں وہ دوست جو اس کے اجراء کیلئے مصر تھے۔ انکے ذہن میں یہ حالات نہیں تھے۔ وگرنہ وہ بھی میرے مؤید ہوتے اور کہتے اور صبر کر لیا جائے۔ یوں بھی انسان گوشت کھانے سے رُک جاتا ہے۔ بیمار ہو جاتا ہے۔ اس لئے گوشت نہیں کھا سکتا۔ یا زیادہ شادیاں کرنی پڑیں۔ یا اولاد زیادہ ہو تو اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ یہ سب حالتیں انسان کو برداشت کرنی ہی پڑتی ہیں پس اگر انکے ذہن میں یہ باتیں ہوتیں تو ممکن ہے۔ وہ بھی یہی نقطہ نگاہ اختیار کر لیتے اور خیال کر لیتے۔ گوشت نہ ملا تو نہ سہی۔ یا یہ کہدیتے چلو تین آنہ سیر نہ سہی۔ آٹھ آنہ سیر ہی کھا لینگے سیر نہ کھائینگے۔ آدھ سیر پر ہی گذارہ کر لینگے۔ لیکن چونکہ انہیں معلوم نہیں تھا۔ کہ غیب میں کیا مقدر ہے اور انہیں یہی امید تھی کہ ادھر مذبح کھلا ادھر گوشت کی کثرت ہو جائیگی۔ اس لئے وہ میرے انکار کو ناواجب یا ناروا خیال کرنے لگے۔ حتیٰ کہ بعض گھبرا کر آئینی حکومت کے خلاف کارروائیاں کرنے لگے جسکی وجہ سے انہیں سزا دینی پڑتی تھی۔ اور بعض کی چہ میگوئیاں اور اعتراضات جو مجھ تک پہنچتے تھے۔ بتاتے تھے۔ کہ وہ اسے

اہم اور ضروری چیز

سمجھتے ہیں۔ غرض اس کشمکش میں وہ دن آگیا۔ کہ میں نے سمجھا۔ غیب کو کھولنا میرے اختیار میں نہیں۔ چونکہ لوگوں کا مطالبہ درست اور جائز ہے مجھے چاہیئے غیب کو غیب دان پر چھوڑ دوں اور اجازت دیدوں۔ آخر درخواست دی گئی۔ اجازت مل گئی۔ مذبح کھل گیا۔ مجھے تو ذاتی طور پر اسکی حاجت نہ تھی اور نہ ہی میں گائے کا گوشت کھانے کا عادی ہوں۔ مجھے تو یہ ہضم بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ سوائے ایک دو صورتوں کے جو مجھے مرغوب ہیں گائے کے گوشت سے بعض صورتوں میں مجھے گھن آتی ہے۔ مگر میری مخالفت اس لئے نہ تھی بلکہ اس لئے تھی کہ سلسلہ اور

اسلام کا مفاد

میرے خیال میں یہی چاہتا تھا۔ مگر گائے کے گوشت کی مسلمانوں کو کچھ ایسی چاٹ ہے کہ اسکی یاد میں وہ تلملا رہے تھے۔ اور میرے متعلق حیران تھے کہ اسے یہ خواہش کیوں نہیں۔ آخر انکی خواہش پوری ہوئی۔ اور دوستوں نے خوب کھایا بھی۔ لیکن پھر خدا تعالیٰ کی مشیت نے اسے بند کر دیا جس پر ملک میں ایک

اصولی سوال پیدا ہو گیا

ہے۔ کہ آیا کسی قوم کا یہ حق ہے کہ دوسری قوم کو اس کی جائز اور درست باتوں سے بالجبر روک دے۔

میں چونکہ دو لحاظ سے نہیں چاہتا تھا کہ یہاں مذبح کھلے۔ ایک تو اس لئے کہ اگر نقصان اٹھا کر بھی ہمیں

ہمسایوں کے احساسات

کا لحاظ رکھنا پڑے تو کوئی ہرج نہیں۔ اور دوسرے اس لئے کہ اس سے ہماری توجہ تبلیغ سے ہٹ کر دوسرے امور میں لگ جائیگی۔ اگرچہ اس میں شبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو ایک وقت میں ایک سے زیادہ کام کرنیکی قابلیتیں بھی بخشی ہیں مگر

جوش پیدا کرنیوالے کاموں کے متعلق خدشہ

ہوتا ہے۔ کہ دوسرے کاموں سے توجہ پھیر نہ دیں جیسے عدم تعاون کے دنوں میں کئی نوجوان تعلیم ترک کر کے اب بے کار پھر رہے ہیں۔ اگرچہ ان میں یہ مادہ تھا کہ وہ تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ ہی ملکی مفاد کی بھی نگرانی کرتے لیکن جوش کی رو میں انہوں نے تعلیم کو چھوڑ دیا۔ اور عام طور پر ایسے مواقع پر کمزور طبائع جوش کی رو میں بہہ جاتی ہیں۔ اس لئے ڈر تھا کہ نقصان نہ ہو۔ یا سلسلہ کا کام کرنے والوں پر نوجوانوں کے جوش کو دبانے اور پیدا شدہ مشکلات کا حل کرنے کی وجہ سے کام کا زیادہ بوجھ نہ پڑ جائے خیر مذبح بنا۔ اور پھر گرا بھی دیا گیا۔ اور اس کے گرنے کے ساتھ ہی حکومت کا رویہ بھی بدلنا شروع ہوا۔ میں نے پہلے ہی لکھا تھا۔ کہ جس وقت سے ملک میں حکومت خود اختیاری کا سوال پیدا ہوا ہے۔ حکومت ہمیشہ

زبردست کا ساتھ

دینے کی کوشش کرتی ہے۔ کیونکہ کوئی خواہ کتنا بھی دیانتدار ہو۔ اگر اس میں دینداری اور روحانیت نہیں تو وہ قومی مفاد کے مقابلہ میں دیانتداری کی کوئی زیادہ پرواہ نہیں کرتا۔ جس کے اخلاق کیسے ہی ہوں وہ جہاں بھی قومی سوال پیدا ہوگا۔ انہیں خیرباد کہدیگا۔ اسی لئے میں نے پہلے بھی کئی بار کہا ہے۔ اور اب بھی کہتا ہوں۔ کہ جوں جوں ہندوستان میں حکومت خود اختیاری کا سوال زور پکڑتا جائے گا۔ انگریز زبردست کیطرف جھکتے جائینگے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں زبردست کی حمایت کے بغیر ہم یہاں نہیں رہ سکتے۔

آئرلینڈ میں دیکھ لو۔ کیا ہوا۔ جن لوگوں نے اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈالکر حکومت کا ساتھ دیا۔ حکومت نے جب دیکھا۔ کہ ملک میں مخالفت بڑھ گئی ہے۔ تو اس نے ان جانبازوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور ایسے ایسے قوانین پاس کر دیئے جنہیں ان بہادروں نے اپنی حق تلفی سمجھا

وہ لوگ انکے ہم مذہب ہم قوم اور وفادار تھے لیکن ان تعلقات کے ہوتے ہوئے جب زبردست کے مقابلہ میں انکی پرواہ نہ کی گئی۔ تو صرف وفاداروں کا جو نہ انکے ہم مذہب ہیں نہ ہم قوم۔ ساتھ چھوڑ دینا کونسی اچنبھے کی بات ہے

ہندوستان سے علیحدہ ہوکر برطانیہ

کچھ بھی نہیں رہتا۔ وہ محض ایک چھوٹی سی ریاست رہ جاتا ہے اس کی تمام شان وشوکت اسکی نوآبادیات سے ہی ہے اور ظاہر ہے کہ چند آدمیوں کی خاطر خواہ وہ اس کے کتنے ہی حامی ہوں اپنی قومی شوکت قربان نہیں کر سکتا۔ یہ نقطۂ نگاہ میں نے ہمیشہ مسلمانوں کے پیش کیا اور بتایا کہ

سوراج کے مطالبہ سے پہلے

اس بات کو مدنظر رکھ لو۔ اور اپنے حقوق کا انتظام کرو۔ میرے نزدیک ضروری ہے کہ مسلمان آیندہ نتائج پر غور کر کے کوئی صحیح راہ تلاش کریں۔ میں سوراج کا مخالف نہیں۔ بلکہ زبردست مؤید ہوں لیکن جو سوراج اسلام اور مسلمانوں کا نشان ہندوستان سے مٹانے والا ہو۔ اسے ہم کسی صورت میں منظور نہیں کر سکتے۔ بہر حال موجودہ حالات میں جب حکومت نے دیکھا۔ کہ سکھوں نے بہت جوش کا اظہار کیا ہے تو وہ دینے لگی۔ اور لگی آنے بہانے بنانے۔ وہی ذمہ وار حاکم جسے ہندوستانیوں کے مطالبات کے جواب میں ہمیشہ پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے۔ ہمارے man on the spot کی یہ رائے ہے۔ اسے ہم کس طرح غلط سمجھ سکتے ہیں۔ اسکی رائے بھی غلط قرار پا گئی اور کہا جانے لگا۔ ڈپٹی کمشنر نے بڑی غلطی کی۔ اور حکومت کے منشاء کو صحیح نہیں سمجھا۔ بہر حال ان آثار نے ہماری جماعت پر واضح کر دیا ہے کہ یہ معاملہ

سیدھے ہاتھوں

طے نہیں ہوگا۔ لیکن جو لوگ سب سے زیادہ جوش دکھاتے تھے۔ اگر اس معاملہ نے طول کھینچا تو وہی پیچھے ہٹینگے۔ اور جو سمجھتے تھے۔ اس کے بغیر زندگی نہیں بسر ہوسکتی۔ تھوڑے ہی دنوں میں وہ کہنے لگ جائینگے یہ فضول بات ہے۔ اس کے لئے اتنے لمبے جھگڑے کی ضرورت ہی کیا ہے لیکن وہی جو اس وقت بھی اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے تھے وہی ہونگے۔ جو مستقل رہینگے۔ اور کہیں گے یہ بوٹیوں کا سوال نہیں بلکہ

حقوق ملی اور قومی وقار

کا سوال ہے۔ اور سب سے زیادہ میں جس نے گوشت نہیں کھانا تھا۔ انشاء اللہ العزیز اس پر قائم رہونگا۔ اور اگر خدا تعالےٰ نے زندگی دی۔ تو اس مسئلہ کو طے کرا کے چھوڑوں گا ٭

اس موقعہ کے مطابق میں ایک بات سنانا چاہتا ہوں۔ ایک زمانہ میں

امریکہ میں انگلستان کی نوآبادیاں

تھیں۔ انگلستان میں چونکہ اسوقت مذھبی اختلاف تھا۔ اور مذہب کے نام پر سخت مظالم ہوتے تھے۔ اس لئے وہابی مزاج انگریز امریکہ چلے جاتے تھے۔ اور اس طرح امریکہ میں انکی بارہ نوآبادیات قائم ہو گئیں۔ یہ لوگ وہاں جاکر بستے اور اس طرح مظالم سے پناہ لیتے تھے لیکن ان پر حکومت برطانیہ کی ہی تھی۔ کچھ مدت بعد ان لوگوں میں خیال پیدا ہوا۔ کیا وجہ ہے ہم ان لوگوں کی حکومت میں رہیں۔ ان میں بیداری پیدا ہوئی اور انہوں نے برطانیہ سے بعض قوانین نرم یا تبدیل کرنے کا مطالبہ کیا۔ لیکن برطانیہ نے حکومت کے گھمنڈ میں کہا ہم امریکہ کا کوئی مطالبہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں حتّٰی کہ معمولی باتوں پر انہیں تنگ کرنے کے لئے گرانقدر ٹیکس لگا دیئے۔ چائے پر ایسی پابندیاں عائد کر دیں کہ اہل امریکہ نے کہا۔ ہم چائے کا استعمال ہی ترک کر دیتے ہیں۔ جب یہ حالت ہوئی تو ایک بوڑھے آدمی نے جس کا نام پٹ تھا۔ اور جو اس وقت

برطانیہ کا وزیر اعظم

تھا۔ پارلیمنٹ میں تقریر کی۔ اور کہا دیکھو جب بچے پیدا ہوتے ہیں۔ تو وہ پوری طرح ہمارے اختیار میں ہوتے ہیں۔ ان کا پاخانہ کرنا کھانا پینا۔ پہننا سب کچھ ہماری مرضی پر ہوتا ہے۔ پہلے انکی زبان نہیں ہوتی پھر وہ ذرا بڑے ہوتے ہیں۔ اور کچھ کچھ باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اور ہمیں انکی بعض باتیں ماننی پڑتی ہیں۔ اور بعض رد کر دیتے ہیں۔ آخر جب وہ جوان ہوتے ہیں۔ تو ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ آؤ انکو دودھ پلائیں۔ یا انکے پوتڑے باندھیں۔ بلکہ انہیں آزادی دیدیتے ہیں کہ اپنے حسب منشاء کام کریں ایسی صورت میں ہی وہ ہمارے وفادار رہ سکتے ہیں لیکن اگر جوانی میں بھی اس سے بچپن والا ہی سلوک کریں۔ تو یقیناً رنجش پیدا ہوگی۔ امریکہ کبھی بچہ تھا۔ لیکن اب بالغ ہو چکا ہے۔ سیاسیات سے واقف ہو چکا ہے۔ اب ہمیں چاہیئے۔ اس سے جوان بیٹے والا سلوک کریں۔ لیکن لوگوں نے کہا پٹ بزدل ہے۔ اسکی بات ماننے کے قابل نہیں۔ امریکہ میں قانون ہمارا ہی چلے گا۔ اور ہم ان لوگوں کو کوئی حق نہ دینگے۔ اس پر بڈھا پٹ دل شکستہ ہوکر گھر جا بیٹھا۔ آخر امریکہ میں بغاوت ہوئی اور ایسی

شاندار بغاوت

ہوئی کہ اسکی مثال بہت ہی کم ملتی ہے۔ امریکہ کے کمزور اور ناتربیت یافتہ لوگوں نے وہ وہ کارہائے نمایاں کئے۔ کہ تاریخ میں پڑھ کر دل وجد کرتا ہے۔ انکے پاس کوئی سامان نہ تھا۔ ان کا کوئی نظام نہ تھا۔ لیکن عورتیں بچے بوڑھے سب کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا ہم اپنے ملک کو آزاد کر کے چھوڑینگے۔ انگریزوں نے

فوج پر فوج

بھیجی۔ بیڑے پر بیڑے اُتارے لیکن انکی چھوٹی چھوٹی کشتیوں اور ناتربیت یافتہ آدمیوں نے انکی باقاعدہ تربیت یافتہ فوجوں اور بیڑوں کے

دانت کھٹے کر دیئے

اس پر وہی لوگ جو یہ کہتے تھے۔ کہ امریکہ کو کچھ نہیں دینا چاہیئے کہنے لگے۔ چھوڑو اس معاملہ کو اتنا نقصان برداشت کرنیکی کیا ضرورت ہے امریکہ والے جو کہتے ہیں مان لیا جائے۔ بوڑھا پٹ اسوقت بہت ضعیف ہو چکا تھا۔ وہ دو چار آدمیوں کے سہارے چلکر پھر پارلیمنٹ میں آیا اور اس نے کہا میں نے پہلے تمہیں ایک مشورہ دیا تھا۔ جو تم نے نہ مانا۔ اس کا انجام دیکھ لیا۔ اب پھر میں کہتا ہوں کہ جو تلوار اٹھ چکی ہے اُسے نہ رکھنا جب تک کامیابی حاصل نہ ہو جائے ورنہ تمہارے

وقار کو سخت صدمہ

پہنچے گا۔ لیکن لوگوں نے کہا۔ یہ سٹھیا گیا ہے۔ اور اسکی کسی نے نہ مانی۔ اور صلح کر لی۔ پٹ تو اس صدمہ سے جانبر نہ ہوسکا۔ لیکن آج انگلستان کے اعزاز کا مقابلہ کرنے والی اور اسکی شوکت کو چیلنج کرنے والی وہی نوآبادیات ہیں جن کو United States of America کہتے ہیں اور آج اگر کسی قوم کے مقابلہ میں انگلستان کی کنی دبتی ہے تو وہ امریکہ ہی ہے۔ یہ واقعہ ہمارے لئے

بہت بڑا سبق

اپنے اندر رکھتا ہے۔ میں نے بھی پہلے اپنی جماعت کے دوستوں سے کہا تھا۔ کہ جہاں پہلے گائے کا گوشت نہ فروخت ہونیکی وجہ سے نقصان اٹھاتے رہے ہو۔ چند سال اور اٹھالو۔ جبتک اللہ تعالےٰ اس

تمام علاقہ کو مسلمان

کر دے۔ لیکن اس وقت کا انتظار نہ کیا گیا۔ اب جبکہ اس کام کو شروع کر دیا گیا ہے۔ تو اسے اس طرح نبھاؤ کہ ایک طرف تو تبلیغ میں جو ہمارا اصل کام ہے کوئی کمی واقع نہ ہو۔ تا ہم اللہ تعالےٰ کے فضلوں سے محروم نہ ہو جائیں۔ اور دوسری طرف اس کام سے بھی پیچھے نہ ہٹو۔ جب تک اس میں کامیاب نہ ہو جاؤ۔ ورنہ یاد رکھو۔ ابتدائی ایام میں ہی تمہارے وقار کو وہ صدمہ پہنچے گا۔ کہ پھر سنبھلنا مشکل ہو جائیگا اور تمہاری وہی حالت ہو جائے گی۔ جو کسی شاعر نے بیان کی ہے ؎

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مُرجھا گئے

تم ابھی غنچہ ہو۔ لیکن

کام پھولوں والا

کیا ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ بن کھلے ہی مرجھا جاؤ۔ بہتر ہوتا۔ اگر کلیتہً اسی کام میں مصروف رہتے۔ جو خدا تعالیٰ کیطرف سے تمہارے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ لیکن جب تم نے دوسرے کام میں بھی ہاتھ ڈالا ہے۔ تو تم پر

دو ذمہ واریاں

عائد ہو گئی ہیں۔ اور دونوں کو نبھانا تمہارا فرض ہے۔ یاد رکھو۔ اگر تبلیغ میں کوتاہی کی۔ تو نہ دین میں تمہارا ٹھکانا ہو گا۔ اور نہ دنیا میں

ہمارا کام

گائے کھانا نہیں۔ بلکہ قرآن کریم اور

اسلام کی اشاعت

ہے اگر اس سے غفلت کی۔ تو دونوں جہان میں نقصان اُٹھاؤ گے۔ ہر ایک کام پر تبلیغ کو مقدم کرو۔ اور پھر جو زائد ذمہ واری اپنے اوپر ڈالی ہے۔ اسے نبھاؤ جس طرح بعض بظاہر خیر نظر آنے والی باتیں تکلیف کا موجب ہو جاتی ہیں اسی طرح بعض تکلیف دہ نظر آنے والی باتیں راحت وآرام کا موجب بھی ہو جاتی ہیں قرآن کریم نے عسٰی ان تحبّوا شیئاً وھو شرّ لکم کے ساتھ عسٰی ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم بھی فرمایا ہے۔ یہ ایک زائد بوجھ جو آپ لوگوں نے خود اُٹھایا ہے بہت سی طبائع پر بارگراں ہوگا لیکن یہ ایک

اصولی سوال

بن گیا ہے۔ اور سارے ہندوستان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے ممکن ہے زیادہ وقت لے۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں میں کمزور طبع والے بہانے بنانے لگینگے۔ اس لئے میں ان سے کہتا ہوں۔ قرآن کریم نے بتایا ہے۔ بعض

بری نظر آنے والی

چیزیں بھی خیر کا موجب ہو جایا کرتی ہیں۔ پس اگر اسے بُرا بھی سمجھو۔ تو یاد رکھو اس سے بھی ایسے اسباب پیدا ہو سکتے ہیں جو

اسلام واحمدیت کے استحکام کا موجب

ہوں۔ لیکن یہ یاد رکھو۔ بزدل نہ دنیا میں پسندیدہ ہے نہ دین میں۔ مومن کو بہادر ہونا چاہیئے وہ کبھی بزدل نہیں ہوتا۔ اور کسی سے ڈرا نہیں کرتا۔ انچ

اندر اور اپنی اولادوں کے دلوں میں دلیری پیدا کرو۔ اپنے بچوں کے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر دو۔ کہ ایک مسلمان ہزاروں غیر مسلموں پر بھاری ہوتا ہے اور

اسلام اور ایمان کی جُرأت

کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی ؛

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں

عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک جنگ

ہو رہی تھی جس میں بقول اسلامی مؤرخین عیسائی فوج کی تعداد دس لاکھ تھی۔ لیکن عیسائی صرف ۴ لاکھ بتلاتے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں اسلامی لشکر صرف ساٹھ ہزار تھا۔ گویا ایک ایک مسلمان کے مقابلہ میں چھ چھ سات دوسرے لوگ تھے۔ اور دس لاکھ کا اندازہ صحیح ہو۔ تو گویا ایک مسلمان کے مقابلہ میں تیس تیس عیسائی تھے۔ لڑائی نے طول کھینچا۔ تو حضرت ابو عبیدہؓ نے صحابہ کو مشورہ کے لئے طلب کیا۔ اور پوچھا۔ اب کیا کرنا چاہیئے۔ ایک صحابی نے کہا۔ آپ نے ہی ان عیسائیوں کو سر چڑھا رکھا ہے۔ اور وہ سمجھنے لگے ہیں۔ ہمارے مقابلہ کے لئے ۶۰ ہزار مسلمانوں کی ضرورت ہے، حالانکہ

صرف ساٹھ آدمیوں سے

ان کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ آپ مجھے ساٹھ آدمی دیں۔ میں ان پر حملہ کرتا ہوں اصل میں تو میں تیس ہی چاہتا تھا۔ لیکن مسلمانوں کی جان پر رحم کر کے میں نے ساٹھ کہے ہیں۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے اس میں تامل کیا۔ لیکن آخر کار دوسروں کے مشورہ سے ساٹھ آدمی تیار ہو گئے۔ انہوں نے تدبیر یہ کی۔ کہ لشکر کے درمیان میں کمانڈر کھڑا تھا جس پر کہ جنگ کا انحصار تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں جنگ کا یہی دستور تھا۔ جب کمانڈر مارا جاتا۔ تو فوج بھاگ جاتی تھی۔ اب تو چونکہ نظام بہت وسیع ہو گیا ہے۔ اس لئے کمانڈر کے مارے جانے کا لڑنے والوں کو علم بھی نہیں ہوتا۔ لیکن اس زمانہ میں ایسا نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے

قلب لشکر پر حملہ

کر دیا۔ اور اس وقت تک دم نہ لیا۔ جب تک کہ ماہان پر جو کمانڈر تھا حملہ نہ کر دیا۔ اس کے ارد گرد کے جرنیل مارے گئے۔ اور وہ خود بھاگ گیا جس پر فوج بھی بھاگ گئی۔ اگرچہ بعد میں اور صحابہ نے بھی حملہ کر دیا۔ لیکن ابتدا انہی لوگوں نے کی۔ اور اگرچہ ان میں سے اکثر شہید ہو گئے۔ لیکن جو کام وہ کرنا چاہتے تھے۔ کر گئے۔ سو مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا ؛

ایک دفعہ شام سے اطلاع آئی۔ کہ خطرناک جنگ ہو رہی ہے۔ اور

اسلامی فوج کو کمک

کی ضرورت ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے معدی کرب کو جو ایک صحابی تھے۔ اور بڑے زبردست پہلوان تھے بھیجا۔ اور لکھا۔ کہ معدی کرب کو جو ایک ہزار کفار کے لئے کافی ہے۔ تمہاری مدد کے لئے بھیجتا ہوں۔ اگر آج کوئی ایسا کرے۔ تو شاید اسے پاگل خیال کیا جائے۔ پس یاد رکھو۔

یقین اور ایمان

کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ٹھیر سکتی۔ دنیا میں تعداد سے اتنا کام نہیں نکلتا جتنا جرأت ایمانی سے۔ مومن جس وقت خدا پر یقین رکھتے ہوئے مستانہ وار نکلتا ہے۔ تو لوگوں کی آنکھیں خود بخود اس کے آگے جھکتی چلی جاتی ہیں۔۔

جنگ حنین میں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف بارہ آدمی رہ گئے۔ اور مقابل پر چار ہزار تیر انداز تھے۔ لیکن آپ انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب کہتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ اس وقت کیا چیز تھی۔ جو کفار کو اس بات سے روکے ہوئے تھی۔ کہ بڑھ کر آپ کے گرد حلقہ کر کے گرفتار کر لیتے۔ کیوں ان کی تلواریں نیاموں سے نہیں نکلتی تھیں۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی یقین اور وثوق تھا۔ کہ خدا میرا مددگار ہے۔ اور وہ مجھے نقصان نہیں پہونچنے دے گا۔ جس طرح ایک

اژدہا کے سامنے پرندہ مسحور

ہو جاتا ہے۔ اور کچھ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح وہ لوگ بھی مسحور تھے۔ پس اپنے اندر ایمان پیدا کرو۔ اسلام پیدا کرو۔ اور یقین پیدا کرو۔ پھر

میں ضامن ہوں

کہ دنیا کی کوئی قوم تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ جب تک کسی کے اندر ایمان نہ ہو۔ اسی وقت تک وہ بزدل ہوتا ہے۔ لیکن جس کے ساتھ خدا ہو۔ اس کا مقابلہ کون کر سکتا ہے ؛

میں

اللہ تعالےٰ سے دعا

کرتا ہوں۔ کہ وہ ہم میں سچا ایمان اور اخلاص بھر دے۔ ہمارے دلوں میں وہ نور ہو۔ جو خاص اسی سے آتا ہے۔ یہی نور ہمارے آگے ہو۔ ہمارے پیچھے ہو۔ ہمارے دائیں ہو۔ ہمارے بائیں ہو۔ ہمارے نیچے ہو۔ ہمارے اوپر ہو غرضیکہ سر سے پاؤں تک ہم اسی نور میں آجائیں۔ اور نور بن جائیں۔

(آمین یا رب العالمین)

ایڈیٹر "پرتاپ" اور گائے کے کباب

پرتاپی مہاشہ نے حال ہی میں اپنے جھوٹ کے پلندے "پرتاپ" میں ایک نوٹ بعنوان "قادیان کے احمدیوں کا دلآزار رویہ" شائع کیا ہے۔ جس میں اس قدر جھوٹ سے کام لیا گیا ہے۔ کہ جو سوا مہاشہ جی کے اور کسی کو زیب نہیں دیتا۔

مہاشہ جی جنہوں نے خود اپنی دو دو کانیں قصابوں کو کرایہ پر دے رکھی تھیں۔ فرماتے ہیں۔ قادیان میں باوجود لائسنس بوچڑخانہ کی منسوخی کے پولیس والوں کے سامنے ایک احمدی بلند آواز سے ہندوؤں کی دل آزاری کے لئے پکار پکار کر گائے کے کباب۔ فروخت کرتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے۔ مہاشہ جی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ یا ایسے ذکی الحس واقع ہوئے ہیں۔ کہ اتنی دور سے گائے کے کبابوں کی خوشبو نے آپ کے دماغ پر اثر کیا۔ اور ساتھ ہی کباب بیچنے والے کی آواز بھی آپ کے کانوں تک پہنچ گئی ہے۔

کیا مہاشہ جی اس شخص کا نام بتا سکتے ہیں۔ جو گائے کے کباب ہندوؤں کی دلآزاری کے لئے بلند آواز سے پکار پکار کر فروخت کرتا ہے؟ اور جسے احمدیوں نے اس کام کے لئے مقرر کیا ہوا ہے ؛

مہاشہ "پرتاپ" کو یا تو اپنی یہ غلطبیانی اور بیہودہ گوئی واپس لینی چاہیئے ورنہ اسے پایہ ثبوت تک پہنچانا چاہیئے۔ اور ساتھ ہی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ابھی تک گورنمنٹ انگریزی میں کوئی ایسا قانون پاس نہیں ہوا۔ جس کے رو سے گائے کے گوشت کے کباب بنانا اور فروخت کرنا جرم ہو۔ جب حکومت دیانندیوں کے ہاتھ میں ہو گی۔ اسوقت ممکن ہے۔ ایسا قانون بن جائے۔ خاکسار عبدالاحد مولوی فاضل قادیان

دارالشیوخ کے یتامیٰ مساکین

اور معذوروں کی امداد کرو،

جیسا کہ اکثر احباب کو معلوم ہے۔ نظارت ضیافت کے ماتحت ایک صیغہ دارالشیوخ بھی ہے۔ اس وقت اس میں انتالیس اشخاص رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض عربی مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں بعض تعلیم الاسلام ہائی سکول میں اور بعض حفظ قرآن کی جماعت میں داخل ہیں بہت سے درزی کا کام سیکھتے ہیں۔ بعض جلد سازی کا۔ بعض بوڑھے اور معذور ہیں۔ ان لوگوں کے کھانے کا انتظام خدا کے فضل سے چندہ کے آٹے کے ذریعہ کر دیا جاتا ہے۔ مگر پارچات کا کوئی مستقل انتظام نہیں اب موسم سرما بھی سر پر آگیا ہے۔ اور آج کل قادیان میں لحاف کی ضرورت پڑنے لگی ہے۔ اس لئے میں تمام احمدی مردوں اور احمدی خواتین کی خدمت میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ اس طرف متوجہ ہوں اور پہننے کے کپڑے اور لحاف توشک تکیہ وغیرہ بسترہ کا سامان دارالشیوخ کے غرباء کے لئے روانہ فرمائیں۔ اور غریب مصیبت زدہ یتیموں کی دعا لے کر خدا کے حضور بہت سی گرفتوں سے بچ جائیں۔ یہ تحریک کوئی معمولی تحریک نہیں۔ بلکہ نہایت قابل توجہ تحریک ہے۔ دارالشیوخ میں بوڑھے بھی ہیں معذور بھی ہیں۔ نابینا بھی ہیں۔ یتیم بھی ہیں۔ پس دارالشیوخ کی امداد کرنے سے بوڑھوں۔ معذوروں۔ نابیناؤں اور یتیموں غرض سب مستحقین کی خدمت کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ میں اس اعلان کے جواب میں لبیک کہنے والوں کے جواب باصواب کا منتظر ہوں۔ اس عام تحریک کے علاوہ جماعتوں کے سکرٹریوں۔ سرپرستوں اور امیروں سے میری درخواست ہے۔ کہ وہ میری یہ تحریک جمعہ میں احباب کے گوش گذار کر دیں۔ اور اپنی جماعت کے سب افراد کو تحریک کر کے اس قسم کے پارچات دارالشیوخ کے لئے جلد سے جلد بھجوانے کا انتظام فرما کر ہمیں مشکور فرمائیں۔ اور خدا کے ہاں ماجور ہوں ؛

سید محمد اسحاق ناظر ضیافت قادیان

بنگال پراونشل احمدیہ کانفرنس

کا تیرھواں جلسہ برہمن بڑیہ میں

عبدالرحمٰن خاں صاحب صدر مجلس استقبالیہ بنگال احمدیہ پراونشل کانفرنس برہمن بڑیہ سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں:۔

بنگال پراونشل احمدیہ کانفرنس کا تیرھواں اجلاس برہمن بڑیہ (ٹپیرا) میں ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - اکتوبر منعقد ہو گا۔ تیسرا دن مستورات کے لئے رکھا گیا ہے۔ قادیان آسام اور بنگال کے مختلف مقامات سے لیکچراروں کی آمد کی توقع ہے۔ دعوت عام ہے۔ احباب شامل ہو کر ممنون فرمائیں ؛

"اکالی" کی دھمکی مسلم پریس کی نگاہ میں

سکھوں کے اخبار اکالی نے جو دھمکی مسلمانان پنجاب کو دی ہے۔ اور جس کے متعلق ہم اپنے مفصل خیالات گذشتہ پرچہ میں ظاہر کر چکے ہیں اسے مسلم پریس نے جس نظر سے دیکھا ہے۔ اور اس کے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا ہے۔ وہ خلاصۃً درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

سکھوں کا تازہ اعلان جنگ

مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت معاصر "انقلاب" (۲۹ ستمبر) نے جو افتتاحیہ شائع کیا ہے۔ اس کے جستہ جستہ فقرات حسب ذیل ہیں:-

"۱۵ ستمبر کے "اکالی" کا جو افتتاحیہ اسی اشاعت کے کسی دوسرے حصے میں درج ہے، اس کے معاندانہ انداز۔ معاندانہ طرز تحریر، شرمناک مطالب اور دوسرے خصائص کی نسبت تفصیلاً کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے ایک ایک لفظ سے سکھوں کی وہ خصوصیت روز روشن کی طرح آشکارا ہے جس نے عرصہ دراز سے ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر رکھی ہے۔ لیکن ہم نے اسے اس غرض سے نقل نہیں کیا، کہ اس کا جواب دیں، اور جواب دینے کی ضرورت بھی محسوس ہوتی۔ تو وہ "اکالی" کے الفاظ کو سکھوں اور ہندوؤں پر لوٹا دینے سے پوری ہو سکتی تھی۔ ہمارے موجودہ مضمون کا مدعا محض یہ ہے، کہ مسلمانوں پر حقیقت حال آشکارا کی جائے۔ انہیں بتایا جائے، کہ مد مقابل قومیں کس ذہنیت کے ساتھ اس وقت مصروف عمل ہیں، اور ان کا مقصد و مدعا کیا ہے؟

خون کی ندیوں کی دھمکی یا واہگورو کے سامنے عہد کی دھمکی کسی جواب کی محتاج نہیں۔ صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے۔ کہ اگر اس سرزمین میں ایک قوم اپنے جائز و واجبی حقوق و استحقاق کو پس پشت ڈال کر دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ مارنے کی نیت سے اس قسم کے اعلان کر سکتی ہے۔ یا ان ارادوں کو معرض عمل میں لانے کے لئے آمادہ ہے۔ تو دوسری قوم اپنے جائز و واجبی حقوق کی حفاظت کے لئے یقیناً اس سے بدرجہا زیادہ قربانیاں کر سکتی ہے۔ جس سرزمین میں بے انصافی کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے "خون کی ندیوں" کی دھمکیاں دی جا سکتی ہیں۔ اس سرزمین میں انصاف کی حفاظت کے لئے یقیناً اسی قسم کی باتیں کہی جا سکتی ہیں۔ اور ضرورت پیش آئے۔ تو ان باتوں کو جامہ عمل بھی پہنایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس باہمی کشمکش کا نتیجہ ظاہر ہے۔ اور کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ وہ یہ ہے کہ غلامی کی جن زنجیروں میں اس وقت ہندوستان جکڑا ہوا ہے۔ وہ زنجیریں ہمیشہ کے لئے مضبوط و محکم ہو جائیں گی۔

اگر ہم چاہیں۔ تو "اکالی" کے زیر بحث افتتاحیہ کا سخت سے سخت جواب دے سکتے ہیں۔ کہہ سکتے ہیں۔ کہ "مسلمانوں کی ہستی ہندو و سکھ راج کی تباہی پر قائم ہے۔" "مسلمان اور ہندو و سکھ راج دو متضاد باتیں ہیں"! "ہم خدا اور بزرگان خدا کے سامنے عہد کرتے ہیں۔ کہ اپنی زندگی میں ہندو و سکھ راج قائم نہ ہونے دیں گے۔ اگر کوئی شخص ہندو اور سکھ راج قائم کرنا چاہتا ہے۔ تو ہمارے خون کی ندیوں میں سے ہی گذر کر کامیابی کی منزل پر پہونچ سکتا ہے۔" اس قسم کی صدہا باتیں کہی جا سکتی ہیں۔ جن کا لفظ لفظ سکھوں اور ہندوؤں کے سینوں میں مدت العمر قائم رہنے والی خلش پیدا کر سکتا ہے۔ اگر عمل کی ضرورت پیش آئے۔ تو ہندوستان کی ۲۴ فیصدی آبادی (یعنی مسلمان) یہاں کی ایک فیصدی آبادی (یعنی سکھوں) کے مقابلہ میں بہت کچھ کر سکتی ہے۔ لیکن ظاہر ہے۔ اس سے کوئی اچھا نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا۔ لہذا بے انصافی اور عدم شرافت کے جواب میں بھی بے انصافی اور عدم شرافت کے لئے کوئی جواز پیش نہیں کی جا سکتی۔ ہم ہندوؤں کی طرح نہیں کہتے۔ کہ حکومت کی باگ ہمارے ہاتھ میں دے دو۔ تاکہ مسلمانوں کی جماعتی ہستی کو مٹا دیں۔ ہم سکھوں کی طرح یہ نہیں کہتے۔ کہ ہم گیارہ فی صدی ہیں۔ تو ہوں۔ لیکن ہمارے لئے ایک تہائی حقوق الگ کر دو۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں اور ہم اللہ کے سامنے مدت سے عہد کر چکے ہیں۔ کہ ہم نہ محض پنجاب ہی میں اپنی اکثریت قائم کریں گے۔ بلکہ جہاں جہاں ہمیں اکثریت حاصل ہے وہاں اسے قائم کریں گے۔ اور قائم رکھیں گے۔ معہذا ہم اپنی انفرادی ہستی۔ اپنے کلچر۔ اپنی تہذیب اور اپنی روایات کی بھی حفاظت کریں گے۔ سندھ کو بھی علیحدہ کرائیں گے۔ سرحد و بلوچستان کو بھی دوسرے صوبوں کے برابر لائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم ہر قوم کے جائز و واجبی حقوق کا احترام کریں گے۔ دوسروں سے ان کا احترام کرانے میں ساعی رہیں گے اور جب تک ہم زندہ ہیں۔ قائم ہیں۔ باقی ہیں۔ ہمارے ان خصائص و خصائل میں بال برابر بھی فرق نہ آئے گا۔

ہم ہندو نہیں ہیں۔ کہ دوسروں کے حقوق کو معرض اختلال و غصب میں ڈالنے کے لئے خفیہ سازشیں کریں۔ یا فریب کاری کے ساتھ ایسے دعاوی زبان پر لائیں، جن پر حقیقۃً وہ عمل پیرا نہیں ہیں۔ بلکہ دوسروں کو دھوکہ دینے کے لئے سب کچھ کر رہے ہیں۔ ہم سکھ نہیں ہیں۔ کہ اپنی کوتہ اندیشی اور بے دماغی سے دوسروں کے آلہ کار بن جائیں۔ اور ایسی باتیں زبان پر ہر لحظہ جاری رکھیں، جن پر عقل۔ انصاف اور حق پرستی ہر لحظہ مصروف گریہ و بکا رہیں۔ ہم خود زندہ رہیں گے۔ لیکن دوسروں پر عرصہ حیات تنگ نہیں کریں گے یہ ہمارا اپنے خدا سے عہد ہے۔ اور ہم جب تک مسلمان ہیں۔ اس عہد کو پورا کریں گے۔ سکھوں کی خونی ندیوں کی دھمکیاں ہمیں اس عہد سے باز نہیں رکھ سکتیں جس کا جی چاہے۔ وہ اس کا تجربہ کر لے۔

خالصہ جی کا نفیر عام

معاصر "زمیندار" (۲۹ ستمبر) میں مولوی ظفر علی صاحب نے اپنے نام سے جو مقالہ لکھا ہے۔ اس کے چند فقرات حسب ذیل ہیں:-

کسی جگہ محترم معاصر "اکالی" کا ایک افتتاحیہ اس چونکا دینے والی سرخی کے ساتھ درج ہے، کہ "اگر دیکھنے کو آنکھیں نہیں۔ تو کان کھول کر سنو" اس مضمون کا لب و لہجہ اس قدر اشتعال انگیز اور اس کی عبارت کا ایک ایک فقرہ زہر عناد میں اس درجہ آلودہ ہے۔ کہ مسلمانوں کے لئے جن کی حرارت اس کا روئے سخن ہے۔ اگر وہ اپنی یثربی فطرت کے تیرہ سو سالہ جوہر بالکل ہی نہیں کھو چکے ہیں۔ اس کا خاموشی سے برداشت کرنا قطعاً ناممکن ہے۔

"اکالی" کہتا ہے۔ کہ پنجاب میں سکھوں کی ہستی ہی اسلامی راج کی تباہی پر قائم ہے۔ اگر سکھ ہیں۔ تو یہ راج قائم نہ ہوگا۔ اور اگر یہ راج قائم ہو گیا تو سکھ دنیا میں موجود نہ ہوں گے۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں کو للکارتا ہے۔ کہ اگر تم پنجاب میں اپنا راج قائم کرنا چاہتے ہو۔ تو تمہیں اول خالصہ جی کے خون کی ندیوں میں پیرنا ہوگا۔ اور اگر یہ امتحان خونیں مقصود ہو۔ تو میدان میں نکلو۔ اور دیکھو۔ کہ کیا ہوتا ہے۔

مسلمانوں کے لئے یہ دعوت کچھ نئی نہیں۔ وہ تیرہ سو سال سے خون اور آگ کے ساتھ کھیلتے چلے آئے ہیں۔ اور اندلس سے لے کر چین تک انہوں نے مشرق و مغرب کو اپنی خون آشام تلواروں کی برقی تڑپ کا تماشا دکھایا ہے۔ وہ آج تک ہزاروں خون کی ندیوں میں تیر کر سلامتی کے ساتھ دوسرے کنارے پر پہونچنے کا کرتب دنیا والوں کو دکھا چکے ہیں۔ اس لئے ان آزمائی ہوئی ارغوانی موجوں میں انہیں صلائے شناوری دینا تحصیل حاصل ہے۔

"اکالی"، عالم از خود رفتگی میں اپنے اقوال کے عواقب و نتائج سے بے نیاز ہو کر اپنی ساری قوم کی طرف سے یہ عہد کرتا ہے:-

"ہم آج دنیا اور واہگورو کے سامنے یہ عہد کرتے ہیں، کہ ہم اپنی زندگی میں مسلمانی راج قائم نہ ہونے دیں گے، آئے جو آتا ہے۔ اور کر لو جو کوشش تم کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم نے مسلمانی راج قائم کرنا ہے۔ تو ہمارے خون کی ندیوں میں سے تم کو گذر کر ہی کامیابی ہو سکتی ہے"!

اس کے جواب میں "زمیندار" جسے مسلمانان پنجاب کے قلب کی کیفیت خوب معلوم ہے۔ اپنی ذمہ واری کو پوری طرح سے محسوس کرتا ہوا حسب ذیل اعلان پر مجبور ہے:-

ہم مسلمانان پنجاب آج خدائے بزرگ و برتر کے سامنے ساری دنیا کو سنا کر ڈنکے کی چوٹ اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم اپنے صوبہ میں اپنے عزیز سکھ اور ہندو بھائیوں کے متناسب حقوق کا احترام کریں گے۔ ان کی مجلسی عزت اُن کے ننگ و ناموس۔ اُن کے کیش و آئین کی حمایت میں اپنا خون اور پسینہ ایک کر دیں گے۔ لیکن ساتھ ہی اپنی اُس اکثریت کو بھی جو قدرت یزدانی کا عطیہ ہے، ہر مخالف قوت کے مقابلہ میں جیتے جی برقرار رکھیں گے اور اس کے لئے بڑی سے بڑی مجاہدانہ قربانی میں ہم کو دریغ نہیں ہوگا۔

(باقی)

تقرر امیر

جماعت احمدیہ سامانہ کے لئے یکم اکتوبر ۱۹۲۹ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۰ء تک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے میاں غلام قادر صاحب ٹھیکیدار کو مقامی امیر مقرر فرمایا ہے۔

ذوالفقار علی خان ناظر اعلیٰ قادیان

باموقعہ اراضی قابل فروخت موجود ہے

اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے محلہ دارالبرکات میں ریلوے روڈ کے اوپر اور نیز اندرون محلہ عمدہ عمدہ موقعہ کے قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ سڑک والے قطعات کی قیمت [illegible] فی مرلہ اور پچھلے قطعات کی [illegible] فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ محلہ سٹیشن کے بالکل سامنے ہے اور موجودہ قطعات اسٹیشن سے صرف تین چار منٹ کی مسافت پر واقعہ ہیں۔ سڑک پر ایک کنال (پہلے دو کنال کی شرط تھی۔ اب ایک کنال کی شرط کردی گئی ہے۔) سے کم اور اندرون محلہ دس مرلہ سے کم کا رقبہ فروخت نہیں کیا جاتا۔ خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت کریں:

اس کے علاوہ ایک قطعہ کم و بیش دو کنال کا پرانے بازار کے منہ پر قادیان کی پرانی آبادی کے غربی جانب قابل فروخت موجود ہے۔

نرخ بذریعہ خط و کتابت معلوم کریں:

خاکسار: مرزا بشیر احمد (ایم۔اے) قادیان

کمزوری دماغ اور طاقت کی مشہور دوا

رائے بہادر مول راج ایم اے کی

دوج راج وٹی

یہ دوائی اعلیٰ درجہ کی مقوی دماغ اور مقوی اعضائے رئیسہ ہے اس کے استعمال سے مردوں کی شکایات مانع اولاد رفع ہو جاتی ہیں۔ نیز ضعف معدہ پرانا زکام۔ دل کی دھڑکن کے لئے بہت مفید ہے۔ بصارت کو بڑھاتی ہے۔ اور جسم میں خون صالح پیدا کرتی ہے۔ طالب علم و دیگر دماغی کام کرنے والے حافظہ کو بڑھانے کیلئے لگاتار ہر موسم میں استعمال کر سکتے ہیں۔

یکمشت چار پیکٹوں کے خریداروں کو خاص رعائت اپنے آرڈر کے ساتھ اس رعائتی کوپن کو کاٹ کر بھیجدیں۔ بجائے دس روپیہ کے قیمت (لعہ) نو روپے چارج ہوگی۔

شیخ تفضل حسین صاحب سرکل انسپکٹر ونیتی واڑہ بستی سیٹ ضلع رائے پور (یو۔پی) جناب من تسلیم۔ میں نے آپ کے یہاں سے دوج راج وٹی ۸۰ گولی منگوا کر استعمال کی ہیں واقعہ میں یہ دوائی جادو کا اثر رکھتی ہے۔ براہ مہربانی ۸۰ گولی اور بذریعہ وی۔پی بھیجدیں۔

بابو محمد ایوب خانصاحب قریشی پوسٹل کلرک منٹگمری میں نے آپ کی دوج راج وٹی دماغی کمزوری کے لئے استعمال کی ہے درحقیقت یہ گولیاں عجیب و غریب ہیں اور نہایت فائدہ مند ثابت معلوم ہوتی ہیں

بہترین ٹانک ہے: بہترین روزنامہ مسلم آؤٹ لک اخبار کے فاضل ایڈیٹر اپنی ۲۰ مئی [illegible] کی اشاعت میں لکھتے ہیں۔ کہ تمام آیورویدک اور یونانی دوائیوں میں سے جو اس وقت نہایت کوشش سے ولایت کی طرح قابل اعتبار بنائی گئی ہیں رائے بہادر مول راج ایم اے کی دوج راج وٹی بھی عمدہ ٹانک رسائن ہے۔

رعائتی کوپن "الفضل"

مکرم مینیجر صاحب ہمیش اوشدھالیہ لاہور . . . . . (رعائتی کوپن الفضل) میرے نام چار پیکٹ دوج راج وٹی۔ ۹ روپے ۱۲ آنے کا وی۔پی بھیجکر مشکور فرمادیں:

نام بمعہ عہدہ ... ...

پورا پتہ ... ...

مختصر فہرست ادویات ارشاد پر مفت

مینیجر ہمیش اوشدھالیہ رائے بہادر مول راج ایم اے

بازار پاپڑ منڈی۔ پوسٹ بکس نمبر ۱۴۔ لاہور

تریاق معدہ و جگر

ہمارا تیار کردہ تریاق بفضلہ مندرجہ ذیل عوارضات کے لئے لاثانی دوا ہے۔ کوئی یونانی و ڈاکٹری مرکب جملہ فوائد میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اکثر اشخاص ضعف معدہ ضعف جگر۔ دل کی دھڑکن۔ سردرد بوجہ کمی خون۔ عظم طحال۔ جلن [illegible] زردی بدن۔ جلن سینہ۔ کمی خون قبض دائمی۔ ان عوارضات کے باعث اکثر مریض زندہ درگور نظر آتے ہیں۔ موسم سرما میں قدرے آرام معلوم ہوتا ہے۔ جہاں گرمی کا موسم آیا۔ مندرجہ عوارضات آدباتے ہیں۔ کوئی دن اور رات چین سے بسر کرنا نصیب نہیں ہوتا۔ صرف ایک ہفتہ کے قلیل عرصہ میں آثار صحت شروع ہو جاتے ہیں دو تین ہفتہ کے لگاتار استعمال سے زردی لاغری۔ دور ہو کر بدن چست و چالاک سرخ مثل انار ہو جاتا ہے:

تریاق معدہ و جگر سفوف کی شکل میں خوشبودار لذیذ شیریں۔ مفرح۔ مہک۔ یا بدبو سے پاک بچوں۔ بوڑھوں عورتوں اور مردوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ جس قدر دودھ گھی چاہو۔ ہضم کر سکتے ہو۔ تندرست اشخاص جو کمی خون محسوس کرتے ہیں۔ وہ بھی اسے استعمال کرکے کافی خون پیدا کر سکتے ہیں۔ قیمت فی چھٹانک تین روپے آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک۔ خوراک ۲ ماشہ ہمراہ دودھ صبح و شام مفصل پرچہ ترکیب ہمراہ وی۔پی ارسال ہوگا:

حکیم محمد شریف احمدی موضع عمروالا براستہ کالہ ضلع گورداسپور

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس،

میسرز کے۔ بی۔ آدم جی ماموں جی آف راولپنڈی (لاہور) کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ بمقام پٹھان کوٹ حسب ذیل خراب شدہ سامان کو اکتوبر ۱۹۲۹ء ۶ سے روزانہ صبح دس بجے نیلام کرنا شروع کردیں۔ تفصیل سامان حسب ذیل ہے:۔

سکریپ کاسٹ آئرن۔ راوٹ آئرن سٹیل۔ بکس۔ شاولز۔ جمپرز۔ ڈرلز۔ واٹر ٹینکس۔ ڈیل بازو نہ آئل ڈرمز۔ کیروسین آئل ٹنکز۔ پرانی مشینری۔ ٹربیوب ٹوکیں۔ ٹب ٹوکس۔ (دو فٹ) سیمنٹ کے خالی بورے۔ اینٹیں درجہ اول و دوم۔ و سوم۔ قریباً دس لاکھ۔ لکڑی کے ٹکڑے سیلیپرز اور پرانا فرنیچر وغیرہ۔ اکثر سامان پٹھان کوٹ میں ہے۔ لیکن بعض اشیا مثلاً اینٹیں بمختلف مقامات پر ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ پڑی ہیں۔ مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے اگزیکیٹو انجنیئر کے مدی۔ ریلوے پٹھان کوٹ سے خط وکتابت کریں ؎

شرائط نیلام کا اعلان نیلام کنندگان نیلامی سے قبل کردیں گے ؎

کنٹرولر آف سٹورز — این۔ ڈبلیو۔ آر۔ ہیڈ کوارٹرس
این۔ ڈبلیو۔ آر — لاہور

کشیدہ کاڑھنے کی مشین بیگمات کے لئے دلچسپ تحفہ

ناظرین والا تمکین کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ اپنی شریف بیگمات اور نیک بخت لڑکیوں کو بیکار نہ بیٹھنے دیں۔ ورنہ وہ سست اور دائم المریض ہوجائیں گی۔ آپ ان کے لئے کشیدہ کاری کی مشین منگواکر ان کو باسلیقہ بنائیں۔ مشین کا نقشہ آپ کے پیش نظر ہے۔ تھوڑے وقت اور ذرا سی محنت سے نہایت نفیس اور خولصورت اونی۔ ریشمی کشیدہ کاری نہایت اعلےٰ اور پائدار بنائی جاسکتی ہے اس مشین سے کپڑوں پر اعلےٰ درجہ کے نقش۔ بیل بوٹے۔ پھول پتے۔ تکیوں کے غلاف۔ بچوں کی ٹوپیاں مخمل کی گرگابیاں۔ سلیپر۔ جھالر اور کئی قسم کی گلکاری بنائی جاتی ہے۔ اس کا چلانا نہایت آسان ہے۔ امیروں کے لئے زینت اور غریبوں کے لئے روزگار ہے۔ پرچہ ترکیب اردو ہمراہ دیا جاتا ہے۔ نقالوں سے بچیں۔ قیمت درجہ اول للعہ۔ دوم ہے۔ سوم عہ۔ نقلی ہر۔ محصول معاف ؎

فہرست اشیا متعلقہ مشین کشیدہ کاری

کشیدہ کاری کے گول فریم چوبی دار دو روپے آٹھ آنے۔ درجہ اول دو روپے۔ درجہ دوم ایک روپیہ آٹھ آنے کشیدہ کی قینچی صرف ایک روپیہ آٹھ آنے۔ بارہ آنے اور آٹھ آنے۔ ریشمی دھاگے کی پنڈیاں ایک روپیہ درجن۔ ان مختلف رنگ کی پندرہ روپے فی پونڈ یا چھ آنے فی گچھی۔ پیٹرن مختلف ڈیزائن فی عدد ۲ آنے سے لے کر ایک روپیہ تک۔ چوکس فریم ایک روپیہ آٹھ آنے اور دو روپے۔ سوئی تین آنے فی عدد ڈاک کا خرچ سامان کے علاوہ ہوگا۔ مشین کے ہمراہ سامان منگوانے پر محصول ڈاک معاف ہوگا ؎

امپیریل ناولٹی مارٹ (ریحہ) پوسٹ بکس ۱۶۷ لاہور

224

کس سوچ میں پڑے ہو!

سردی کے دن آگئے!

یہی بہتر دن ہیں جبکہ طاقت بڑھانے کے واسطے ادویات استعمال کی جاسکتی ہیں اس وقت تک بھولے رہے تو بیچ امرت دھارا کے نام ایک خط لکھ کر رسالہ امراض مخصوصہ بیان اور قواعد علاج جلدی طلب کرو اور اپنے آپ کو مضبوط بناؤ! تاکہ تم سر اونچا کرکے ہر ایک کے سامنے جاسکو!

المشتہر منیجر کارخانہ امرت دھارا ۵۱ لاہور

حسن یوسف

حسن یوسف آئل
قیمت صرف فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

حسن یوسف
قیمت صرف فی بکس ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

لو آج پیش کش ہے یہ ایجاد کام کی۔ حاجت نہ استرے کی نہ منت حجام کی

بال شرطیہ عمر بھر نہیں اگتے قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

دنیا بھر میں مستورات کیلئے پہلی اعجاز مسیحا دوائی

فرشتہ جوانی

المشتہر ... حسن یوسف رجسٹرڈ لاہور

موقعہ کی زمین فروخت ہوتی ہے

قادیان ریلوے اسٹیشن روڈ سے اڑھائی سو گرم کے فاصلہ پر برلب سڑک ایک قطعہ زمین ۱۶ کنال قابل فروخت ہے۔ اس کی قیمت بجائے ۱۶۰۰ روپے کے بالمقطع ۱۴۰۰ روپے کردی گئی ہے۔ جو صاحب لینا چاہیں فی الفور معاملہ طے کرلیں،

خط وکتابت:۔ ج معرفت منیجر الفضل قادیان پنجاب،

ہندوستان کی خبریں!

——— لاہور۔ ۳ر اکتوبر۔ حضور نظام شہریار دکن دسمبر کی بجائے فروری ۱۹۳۰ء میں لاہور تشریف فرما ہونگے۔ کیونکہ شہزادگان والاتبار کی شادیاں ہیں

——— کمبھ کرن۔ ۳ر اکتوبر۔ بدہوا برہمن قوم نے ایک اہم جلسہ میں ایک قرارداد منظور کی۔ جس میں وائسرائے سے درخواست کی گئی۔ کہ شاردا بل کو نامنظور کریں۔ نیز بدہوا قوم سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ اگر وائسرائے ہنداس درخواست کو منظور نہ کریں۔ تو اس قانون کی خلاف ورزی کی جائے۔ اور اس کے نتائج برداشت کرنے کے لئے تیار رہیں:

——— کراچی۔ ۳ر اکتوبر۔ سیشن کی عدالت میں ایک غیر معمولی مقدمہ قتل پیش ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ طیب علی بوری کے نوکر خدا حسین نے اپنے آقا کو اس کی درخواست پر استرے سے قتل کر ڈالا۔

——— الہ آباد۔ ۴ر اکتوبر۔ صوبجات متحدہ میں مہاتما گاندھی کا دورہ کامیاب ثابت ہو رہا ہے۔ اس وقت تک ساٹھ ہزار روپیہ جمع ہو چکا ہے:

——— کلکتہ۔ ۲ر اکتوبر۔ یہاں اس امر کی نہایت سنجیدگی سے کوشش ہو رہی ہے۔ کہ برطانی منڈیوں کے لئے انڈے بہم پہنچائے جائیں امید کی جاتی ہے۔ کہ اکتوبر کے وسط سے ۷۰ ہزار انڈے ہر ہفتہ کلکتہ کی بندرگاہ سے لندن بھیجے جایا کرینگے۔

——— آگرہ۔ یکم اکتوبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سابق مہاراجہ جودپور جو کئی سال سے معزول ہو کر آگرہ میں اپنی زندگی کے دن پورے کر رہے تھے وفات پاگئے ہیں۔ اور آج ان کی مذہبی رسوم ادا کی جا رہی ہیں:

——— ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار خصوصی اطلاع دیتا ہے۔ کہ یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ گریز درویش تک جنرل نادر خان کا لشکر پہنچ گیا۔ اور وہاں کے کابل کے قلعہ کے لشکر سے سخت جنگ ہوئی۔ جس میں جنرل نادر خان کو کامل فتح ہوئی۔ یہ مقام کابل سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ اسے "کابل کی کنجی" کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کے بعد ایک ۳۹ میل کا میدان پڑتا ہے۔ پھر کابل خاص کی سرحد شروع ہو جاتی ہے۔

——— جنرل نادر خان کے مہمند لشکر نے جلال آباد پر پھر حملہ کر دیا ہے۔ گریز درویش فتح ہونے کی تصدیق ہو گئی ہے۔

——— دہلی۔ یکم اکتوبر۔ انڈین اسٹور ڈیپارٹمنٹ کے آڈٹ آفس کے اسی کارکنوں نے تنخواہ لینے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ ان کی تنخواہ میں کمی کر دی گئی ہے۔

——— لاہور۔ ۴ر اکتوبر۔ سردت رام عرف "بندے ماترم" کو ڈپٹی کمشنر جالندھر نے ۷ سال کی قید کا حکم سنایا۔ جو بشمول ۴ سال کی قید سخت اور ۳ سال کی قید محض پر مشتمل ہوگی۔ ملزم ہوشیارپور ریلوے سٹیشن پر چھ کارتوس والا ریوالور رکھنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا تھا۔

——— ٹائمز کا سپیشل نامہ نگار شملہ سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ موجودہ ہندوستانی ہائی کمشنر سر اٹل چیٹرجی ریٹائر ہونے والے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ کی خالی اسامی یا تو سر محمد شفیع کو پیش کی جائیگی۔ یا سر بی۔ این۔ متھرا کو ہائی کمشنر بنایا جائیگا۔

——— کلکتہ۔ ۶ر اکتوبر۔ شاردا بل کی منظوری اور وائسرائے کے اس پر مہر تصدیق ثبت کرنے کے خلاف بنگال کے ایک نامور سنسکرت پنڈت پرن پر تارتن جی نے مہا مو پادھیا کا خطاب واپس کر دیا۔

——— شملہ۔ یکم اکتوبر۔ آج سرکاری گزٹ میں خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ ۲۰ر اکتوبر کو ہز ایکسیلنسی لارڈ ارون عدن پہنچیں گے اور ۲۵ کو بمبئی پہنچ جائیں گے۔ اور اس کے بعد آپ وائسرائے کے عہدہ کا جائزہ لے لیں گے:

کانپور۔ ۶ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مقدمہ سازش کاکوری کے اسیران کو جو رعایتیں حال ہی میں دی گئی تھیں۔ وہ حکومت نے واپس لے لی ہیں۔ حکومت نے صاف صاف کہدیا ہے۔ کہ اگر قیدیوں نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے فیصلے کی تعمیل میں مقاطعہ جوعی ترک کیا ہے۔ تو انہوں نے حکومت پر کوئی احسان نہیں کیا۔ اس لئے وہ تعزیری سزا جو اس مقاطعہ جوعی کی پاداش میں تجویز کی گئی تھی۔ بالضرور قائم رہنی چاہئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسیران بدستور مقاطعہ جوعی کئے ہوئے ہیں:

——— ڈکہ۔ ۲ر اکتوبر۔ آج چند فوجی سپاہی جو حکمران کابل کی فوج میں تھے بھاگ کر یہاں آئے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ کابل میں سخت لڑائی ہو رہی ہے۔ شاہی فوجیں بھاگ رہی ہیں۔ انہیں کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں ملتا۔ اور وہ خچروں کو ہلاک کر کے کھانے لگ گئی ہیں سارے علاقے میں شورش پھیلی ہوئی ہے۔ اور لوگ علاقے سے بھاگ رہے ہیں

دہلی ۸ر اکتوبر۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی نے رام لیلا کے میلے کے سلسلے میں ایک مہینے کے لئے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا ہے۔ اس عرصہ میں کوئی شخص کسی کے مکان کے اندر یا اوپر پتھر یا اینٹ یا دیگر اشیاء کے ٹکڑے جمع کرنے یا ڈھیر لگانے کا مجاز نہ ہوگا:

پنجاب مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا ساتواں سالانہ اجلاس شہر لاہور میں بروز جمعہ و ہفتہ بتاریخ ۱۱-۱۲ اکتوبر ۱۹۲۹ء انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ کے موقع پر زیر صدارت ڈاکٹر شفاعت احمد خان۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ایم۔ ایل سی الہ آباد منعقد ہونا قرار پایا ہے

جبور۔ ۴ر اکتوبر۔ یہاں دو ریل گاڑیوں کے نہایت ہولناک تصادم کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ یہ تصادم گذشتہ شنبہ کی شام کو ...کے صنعتی رقبہ میں واقعہ ہوا۔ تصادم ایک مسافر گاڑی اور مال گاڑی میں ہوا۔ پانچ آدمی جو بغیر چھت کی گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ باہر گر کر گاڑی کے پہیوں میں پھنس گئے۔ اور نہایت اندوہناک طور پر ہلاک ہو گئے ہیں۔ تین آدمی بری طرح مجروح ہوئے۔ ان میں دو آدمی ہسپتال میں جا کر جان بحق تسلیم ہوئے۔ مسافر گاڑی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اس حادثہ کی تحقیقات کر رہا ہے۔

لاہور۔ ۵ر اکتوبر۔ سردار بھگت سنگھ اور سر دت نے بھوک ہڑتال ترک کر دی ہے۔ گذشتہ ایک ہفتہ سے انہیں دودھ کی زیادہ مقدار دی جاتی رہی ہے۔ لہذا ان کی حالت اب اچھی ہے۔ اور ان کا وزن بڑھ گیا ہے۔ گذشتہ ایک ہفتہ میں سردار بھگت سنگھ کا وزن ۱۱۷ سے ۱۲۱ اور سر دت کا ۱۰۲ سے ۱۰۴ پونڈ ہو گیا ہے:

لاہور ۴ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب نے ایک سرکلر جاری کیا ہے۔ جس میں آپ نے اعلان کیا ہے کہ پنجاب پولیس کی ترقیاں رخصتیں۔ اور تبدیلیاں۔ آئندہ جنوری میں ہونگی:

ممالک غیر کی خبریں!

——— برلن۔ ڈاکٹر سٹریسمن وزیر خارجیہ جرمنی اپنے گھر واقع برلن میں انتقال کر گئے:

——— لندن۔ ۴ر اکتوبر۔ عدلی پاشا جو محمود پاشا کے مستعفی ہونے پر وزیر اعظم مصر ہوئے ہیں۔ جدید وزارت ترتیب دے رہے ہیں۔ نیز جدید کابینہ کے قیام کے بعد انتخاب کا اعلان کیا جائیگا۔ جو غالباً ماہ نومبر میں کیا جا سکیگا:

——— کینن سٹی کولوراڈو (امریکہ) ۴ر اکتوبر۔ آج جیل خانہ کے اندر ۵۰۰ قیدیوں نے بغاوت کر دی۔ اور حکام جیل پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اس نوعیت کی خونریز بغاوت کی مثال امریکہ کے جیل خانوں کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ مسلح قیدیوں اور سرکاری محافظوں کے درمیان دوپہر کے بعد شام تک سلسلہ جدال و قتال جاری رہا۔ پولیس اور حکام محافظوں کے ساتھ تھے قیدیوں نے سات وارڈروں کو قتل کر کے جیل خانہ پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے گورنر سے رہائی کا مطالبہ کیا۔ جو مسترد کر دیا گیا۔ قیدیوں کے چھ آدمی کام آئے۔ قیدیوں نے آخر مورچہ ایک کوٹھڑی میں بنایا۔ عمارت کو ڈائنامیٹ سے اڑا دینے کی دو مرتبہ کوشش کی گئی۔ پولیس اور محافظوں کی زبردست کمک پہنچ گئی۔ اور انہوں نے قیدیوں پر گولیوں کے سات ہزار راؤنڈ چلائے۔ بالآخر جب سرغنوں کو غالب آنے کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ تو انہوں نے خودکشی کر لی۔ یہ اپنی نوعیت کا چوتھا ہنگامہ ہے۔ جو جیل خانے میں ہوا۔

——— لندن۔ ۴ر اکتوبر۔ برطانی سرکاری حلقوں میں چرچا ہو رہا ہے۔ کہ سر گلبرٹ کلیٹن آنجہانی کی بجائے سر فرانسس ہمفریز کو عراق عرب کا ہائی کمشنر مقرر کیا جائیگا۔ سر ممدوح افغانستان میں برطانی سفیر تھے

——— ڈبلن۔ ۵ر اکتوبر۔ جزائر برطانیہ و آئرلینڈ میں ماہ ستمبر میں آتشزدگی سے جو نقصان ہوا۔ اس کی مقدار ۱۲۰۰۰۰۰ پونڈ ہے۔ اسی سال کے پہلے نو ماہ میں ۹۵۷۰۰۰۰ پونڈ کا نقصان ہو چکا ہے۔ یہ نقصان پچھلے سال کی بہ نسبت بقدر ۳۰۰۰۰۰ پونڈ زیادہ ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ نقصان کی زیادتی خشک سالی کی وجہ سے ہے۔

——— واشنگٹن۔ ۵ر اکتوبر۔ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ اور مس میکڈانلڈ وائٹ ہاؤس میں پہنچ گئے ہیں۔ امریکہ میں آپ کا نہایت سرگرمی سے استقبال ہوا۔ آپ کے پہنچنے پر سینکڑوں آدمیوں نے کرسی میں آپ کا استقبال کیا۔ اور فضا نعرہ ہائے مسرت سے گونج اٹھی:

——— برلن۔ ۴ر اکتوبر۔ ڈورن سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ جرمنی کے سابق قیصر ہالینڈ سے نقل مکانی کر کے کوبرگ کے نزدیک جرمن علاقہ میں سکونت اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں ان کی ذاتی جاگیر ہے۔ جرمنی میں کوئی ایسا قانون نہیں۔ جو قیصر ممدوح کو اس ارادے سے باز رکھ سکے۔ مگر انہوں نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ جب تک اہل جرمنی مجھے دعوت نہ دینگے تب تک میں حدود جرمنی میں داخل نہ ہوں گا:

——— قاہرہ۔ ۳ر اکتوبر۔ سابق وزیر اعظم عدلی پاشا نے سیاسی اعتبار سے غیر جانبدار ... کا اعلان کر دیا ہے:

اعبدالرحمن قادیانی پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا